عقیدۂ ختم نبوت پر علمی و تحقیقی مجلہ

سہ ماہی

16

المنتہیٰ

جلد 5 جولائی تا ستمبر 2021ء شمارہ 16

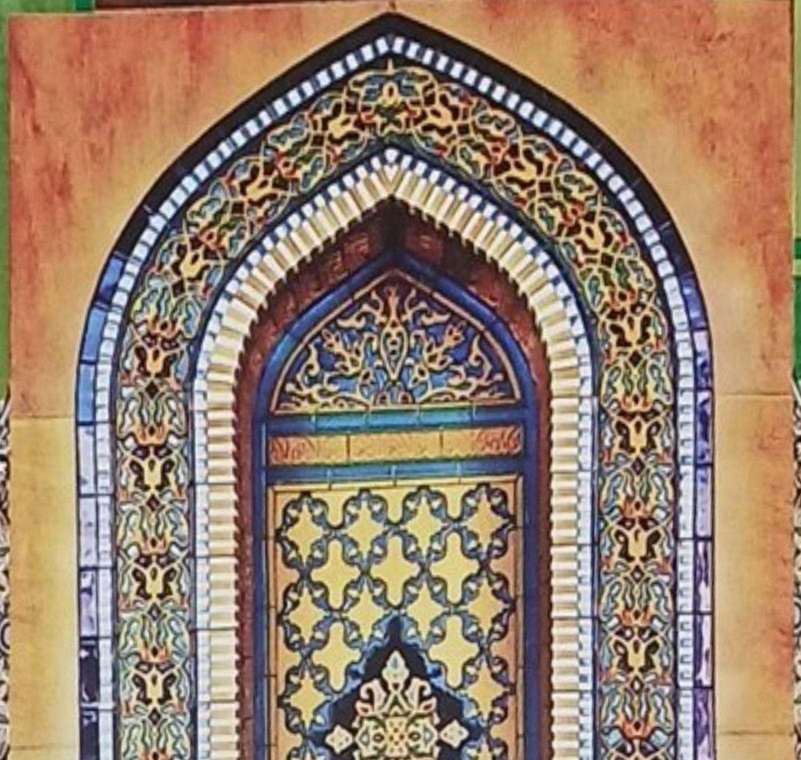

مدیر اعلیٰ: خواجہ غلام دستگیر فاروق

عقیدۂ ختم نبوت پر علمی و تحقیقی مجلّہ

سہ ماہی

16

المنتہیٰ

جلد 5 جولائی تا ستمبر 2021ء شمارہ 16

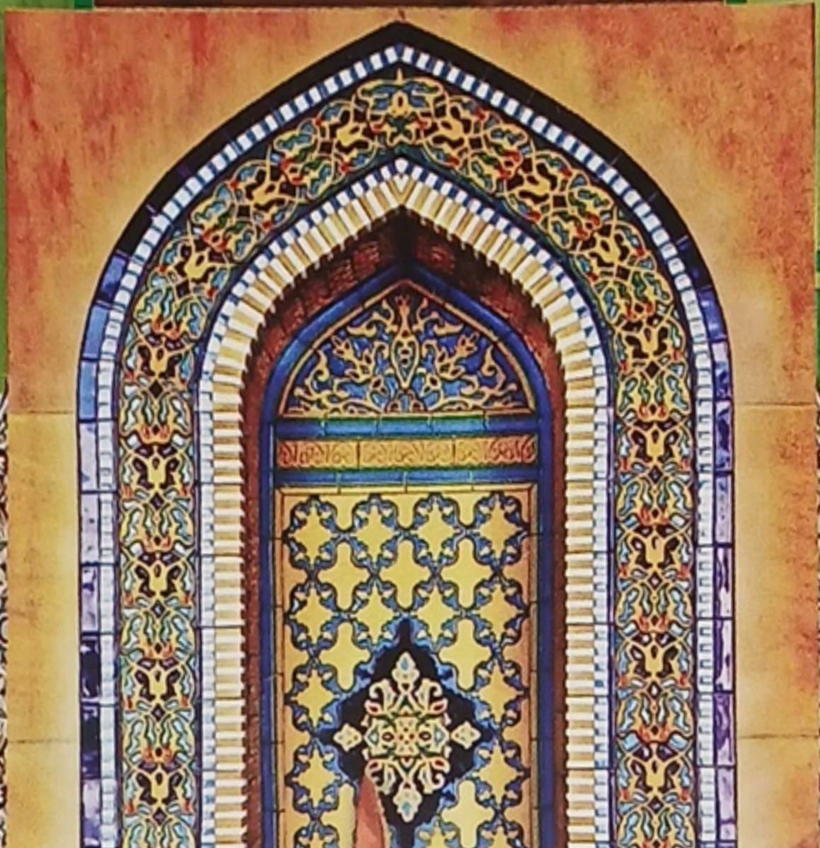

مدیر اعلیٰ: خواجہ غلام دستگیر فاروقی

صاحبان قلم متوجہ ہوں

المنتھی : اہل قلم کو مقالہ نویسی کی دعوت پیش کرتا ہے۔

تحریر واضح، بامقصد معیاری، غیر متشدد اور منتخب موضوع

(ختم نبوت ورد قادیانیت) کے مطابق ہو۔

اپنے مضامین کمپوز کروا کے ارسال کریں نیز مضمون کی

سافٹ کاپی بھی دیے گئے ای میل ایڈریس پر بھیجی جائے۔

آستانہ چشتیہ خیریہ، جلالپور (شکر گڑھ)

0306-2585703 0308-4597382

farooqi4156@hotlook.com

Regd. 2-66/8288

زیرِ ظلِ عاطفت

متوکل علی اللہ، یادگار اسلاف قبلہ

حافظ محمد قاسم علی ساقی مدظلہ

آستانہ چشتیہ خیریہ جلال پور درس، شکرگڑھ

سہ ماہی

الملتقیٰ

رجسٹرڈ

جلد 5 | جولائی تا ستمبر 2021ء | شمارہ 16

برہدایت اعلیٰ

عالمی مبلغ اسلام شیخ طریقت حضرت العلام

خواجہ محمد بدر عالم جان

[illegible]

مدیر اعلیٰ
خواجہ غلام دستگیر فاروقی

مدیر
صاحبزادہ مفتی غلام مرتضیٰ ساقی

مجلس ادارت

- نواسہ فقیہ اعظم مفتی محمد اسد اللہ نوری
- ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی الازہری
- ڈاکٹر محمد بلال شرفی القادری
- محمد ثاقب رضا قادری
- علامہ غلام مصطفیٰ مجددی
- پروفیسر علی وقار قادری

مجلس مشاورت

قاری محمد مجید نوری | علامہ محمد اصغر شاکر | حافظ محمد آصف قادری | قاری نعیم احمد سلطانی

نگران طباعت: [illegible]

متعاون: حافظ قاری علی رضا فیض، [illegible]

رابطہ کمیٹی

عمر علی قادری | قاری نور نبی نقشبندی | حافظ حماد ملک

0306-4373145
0342-5428102
0303-5238504

سرکولیشن انچارج: [illegible] چشتی
0302-3911531

قیمت فی شمارہ -/40 روپے

سالانہ خریداری -/200 مع ڈاک

الملتقیٰ میں شائع ہونے والی نگارشات کے نفس مضمون کی ذمہ داری لکھنے والوں پر ہے

غلام دستگیر فاروقی نے منہاج القرآن پبلی کیشنز سے چھپوا کر آستانہ چشتیہ خیریہ شکرگڑھ سے شائع کیا۔

مرکزی آفس: آستانہ چشتیہ خیریہ جلال پور درس [illegible] شکرگڑھ

ذیلی آفس: [illegible] لاہور

E-mail.farooqi4156@hotlook.com

فہرست

★ لَا نَبِیَّ بَعْدِی	مظفر وارثی	4
★ اداریہ	علامہ غلام مصطفیٰ مجددی نوری	5
★ عقیدہ ختم نبوت پر قرآنی اسلوب	خواجہ غلام دستگیر فاروقی	11
★ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا اُمت مسلمہ کے نام ایک پیغام	تحریر: جمیل احمد	15
★ فتنہ قادیانیت کے خلاف مملکت خداداد کا تاریخ ساز فیصلہ 7 ستمبر کے حوالے سے ایک خصوصی تحریر	سید صابر حسین شاہ بخاری	19
★ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اور اتباع شریعت	پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی	24
★ تحقیقاتِ دستگیریہ فی ردِّ ھفوات براہینیہ		30
★ ختم نبوت اور قائد اعظم	محمد حنیف شاہد	32
★ "قادیانیت پر آخری ضرب نمبر" کی اشاعت صحافتی دنیا میں ایک گراں قدر کارنامہ	سید صابر حسین شاہ بخاری	39
★ "قادیانیت پر آخری ضرب نمبر"	تبصرہ: صادق علی زاہد	43
★ "مرزا قادیانی حاضر ہو"	محمد متین خالد	46
★ "آگاہی تحفظِ ختم نبوت"	ڈاکٹر محمد سہیل شفیق، صدر نشین	48
★ رپورٹ چھٹا سالانہ ختم نبوت کورس	غلام قادر ساقی	50

حمد باری تعالیٰ

میرا خدا ہے خالق و معبودِ کائنات
پروردگارِ ہستیِ موجودِ کائنات

مخفی نہیں ہے ذرّہ بھی اُس پاک ذات سے
اُس کے مشاہدے میں ہے مشہودِ کائنات

ہر خیر ہے اُسی کے کرم سے ہمیں نصیب
دستِ کرم سے اُس کے ہے بہبودِ کائنات

اُس نے بنا کے رحمتِ عالم حضورؐ کو
کردی ہے اُنؐ کی دست نگر جودِ کائنات

اُس کے ظہورِ ذات سے ہستی کو ہے فروغ
ممنوں اُسی کے فضل کی ہے بودِ کائنات

مسعودِ کائنات ہے جو اُس کی مان لے
منکر ہے اُس کے حکم کا مردودِ کائنات

محوِ سجود گرچہ رہیں ہم تمام عمر
پھر بھی ہے کم تشکرِ مسجودِ کائنات

ارشدؔ ہے اہتمامِ ثنا اُس کے واسطے
ہر طرح جس کی ذات ہے محمودِ کائنات

لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

مظفر وارثی

جون 2021ء میں ایوانِ پنجاب اسمبلی کی نئی پرشکوہ عمارت میں سپیکر پنجاب اسمبلی چوہدری پرویز الٰہی کی استدعا پر مظفر وارثی علیہ الرحمہ کا کلام معروف ثناء خواں سرور حسین نقشبندی نے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ یاد رہے پنجاب اسمبلی کے ایوان کے ماتھے پر "اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ" حدیث مبارکہ کے الفاظ بھی چوہدری پرویز الٰہی کی خصوصی کاوش سے جلی حروف سے کندہ کیے گئے۔ اللہ کریم بہتر جزاء دے۔

خود میرے نبی نے بات یہ بتادی، لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ
ہر زمانہ سن لے یہ نوائے ہادی، لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

لمحہ لمحہ اُن کا طاق میں ہوا جگمگانے والا
آخری شریعت کوئی آنے والی اور نہ لانے والا
لہجۂ خدا میں آپ نے صدا دی، لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

تھے اصول جتنے اُن کے ہر سخن میں نظم ہو گئے ہیں
دیں کے سارے رستے آپ تک پہنچ کر ختم ہو گئے ہیں
ذات حرفِ آخر، باتِ انفرادی، لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

ارتقائے عالم کر دیا خدا نے صرف نام اُن کے
اُن کی خوش نصیبی جن کے ہیں وہ آقا، جو غلام ان کے
گونجے وادی وادی آپ کی منادی، لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

اُن کے بعد اُن کا مرتبہ کوئی بھی پائے گا نہ لوگو
ظلی یا بروزی اب کوئی پیغمبر آئے گا نہ لوگو
آپ نے یہ کہہ کر مُہر ہی لگا دی، لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

اداریہ

علامہ غلام مصطفیٰ مجددی نوری

سرپرست: ادارہ تعلیمات مجددیہ، شکرگڑھ، پاکستان

رمضان المبارک 1442ء/ 2021ء کے آخری عشرہ مقدسہ کے نورانی لمحات جاری تھے، اہل اسلام نیکیوں کے اس موسم بہار کا لطف اٹھا رہے تھے اور عبادات و ریاضات سے اپنے جسم و روح کو مشرف کر رہے تھے، اچانک فلسطین کی پاکیزہ سرزمین سے وحشت انگیز خبروں کا تانتا بندھ گیا، امریکہ اور یورپ کی پالتو دہشت گرد یہودی ریاست اسرائیل نے بیت المقدس پر چڑھائی کر دی، دیکھتے ہی دیکھتے سینکڑوں بے گناہ فلسطینی مسلمان خاک و خون میں لوٹنے لگے، بوڑھے، بچے، جوان اور عورتیں، صحافتی ادارے، گلیاں، بازار، بالخصوص مسجد اقصیٰ کا روحانی ماحول زخمی زخمی دکھائی دینے لگا، اس دہشت گرد ریاست کی یہ کوئی پہلی کارروائی نہیں تھی، تقریباً سات دہائیاں اس دہشت گردی کی گواہ ہیں، مسلمانوں کا ان کے اپنے ہی وطن مبارک میں جینا حرام کر دیا گیا ہے، قبلہ اول کی فضاؤں میں موذن اور امام کی بھرائی ہوئی آواز گونج رہی تھی اور اہل اسلام کے بڑے بڑے نمائندوں کو جھنجھوڑ رہی تھی، کہاں ہے عمر بن خطاب، کہاں ہے صلاح الدین، کہاں ہے خالد بن ولید، کہاں ہے افواج پاکستان، کہاں ہے امت محمدی کا جاہ و جلال، کہاں ہے ملت اسلامی کا عزم و وقار ؎

تیری نگاہ سے دل سینوں میں کانپتے تھے
کھویا گیا وہ تیرا جذبِ قلندرانہ
اے لاالہ کے وارث باقی نہیں ہے تجھ میں
انداز دلبرانہ ، کردار قاہرانہ

اس ساری غارت گری اور دہشت گردی کو امت مسلمہ کے سرکردہ نمائندوں نے

ایک بار پھر بڑی بے شرمی اور بے حسی کے ساتھ نظر انداز کر دیا، بالخصوص عرب ممالک کے حکمران تو حسب معمول خواب خرگوش کے مزے لوٹتے رہے کیونکہ ان کی گردنوں پر یہود و نصاریٰ کے سنگین پنجے پوری شدت اور طاقت کے ساتھ گڑے ہیں، یہ وہ بدنصیب حکمران ہیں جو کھربوں ڈالر امریکہ اور یورپ کے اقتصادی اداروں میں رکھوانے اور ان کو ترقی دلوانے کے باوجود غلامی اور رسوائی کی زندگی گزار رہے ہیں، یہ ملت اسلامی کے تاجر ہیں جنہوں نے سو سال سے اس کے ایمانی جذبوں کا سودا کیا ہوا ہے اور تیرہ سو سال تک چار براعظموں پر حکومت کرنے والی واحد سپر پاور امت محمدی کو یہودی اور نصرانی دلدلوں میں دھکیل دیا ہے، ذرا تاریخ عالم کا مطالعہ تو کیجئے، صدیوں پر محیط اس طویل عرصے میں کون سی طاقت تھی جو اسلام کے اموی، عباسی، ایوبی، غزنوی، سلجوقی اور عثمانی لشکروں کا مقابلہ کر سکتی تھی، مسلمانوں نے اپنی باہمی آویزشوں کے باوجود یہود و نصاریٰ کو ہر دور میں ان کی اوقات یاد کروا کر رکھی، اندلس اور ہندوستان میں بھی صدیوں اسلامی طاقتوں کا سکہ چلتا رہا کسی کو سر اٹھانے کی جرأت نہ ہو سکی، ہر طرف توحید و رسالت کے جھنڈے لہراتے نظر آتے تھے، آج بھی صفحہ ہستی پر ستاون اسلامی ممالک ایک بڑی حقیقت ہیں، بالخصوص پاکستان اور ترکی اپنی عسکری قوتوں سے کفر کا منہ چڑا رہے ہیں، عرب ممالک کے حکمران صرف حکمران اپنے کردار کو پہچانیں یا اپنی جگہ دیگر اسلامی ممالک کو قیادت کا حق دیں تو ایک دم کایا پلٹ سکتی ہے اور اسلامی ممالک کا اتحاد کشمیر اور فلسطین کے مسلمانوں کے رستے ہوئے زخموں کا مداوا بن سکتا ہے، اس پر آشوب زمانے میں بھی پاکستان اور ترکی قیادت نے بہت اچھا رول ادا کیا ہے، ہنگامی طور پر اقوام متحدہ کا دورہ کر کے اسرائیلی دہشت گردوں کو رکوایا ہے لیکن یہ عارضی مذہبی بیانیے اور چند ہنگامی دورے اس یہودی ریاست کا ناطقہ بند نہیں کر سکتے، لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے، اس کی گوشمالی اور بیخ کنی کے لیے ایک زبردست اور طاقتور متحدہ اسلامی لشکر کی ضرورت ہے، جو جہاد فی سبیل اللہ کا پرچم بلند کرے، ذرا قرآن مجید کی دعوت تو ملاحظہ کیجئے:

......اور تم کو کیا ہوا کہ تم خدا کی راہ میں اور ان بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو دعائیں کیا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہم کو اس شہر سے جس کے باشندے ظالم ہیں نکال کر کہیں اور لے جا اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا حامی بنا اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا مددگار مقرر فرماo جو ایماندار ہیں وہ تو خدا کے لیے لڑتے ہیں، سو تم شیطان کے مددگاروں سے لڑو (اور ڈرو مت) کیونکہ شیطان کا داؤ بہت کمزور ہوتا ہےo

(سورۃ النساء:75)

کیا اس آیت النساء میں اللہ تعالیٰ نے وادی کشمیر اور ارض فلسطین کا موجودہ نقشہ نہیں کھینچ دیا، کیا کسی چشم بینا کو ان علاقوں میں کمزور مردوں، بے بس عورتوں اور بے گناہ بچوں کے زخمی جسم دکھائی نہیں دیتے، ان عرب ممالک کے پاس بے پناہ سرمایہ ہے، پاکستان اور ترکی کے پاس بہادر افواج اور جدید اسلحہ ہے، تمام اسلامی ممالک اور اقوام اپنے بہترین جغرافیے کی بدولت بہت تاریخ ساز کردار ادا کرسکتی ہیں، صرف حکمرانوں کی بزدلی، بے حسی اور بے حمیتی کا کوئی علاج نہیں ؎

اک بندگی خدائی اک بندگی گدائی
یا بندۂ خدا بن، یا بندۂ زمانہ
غافل نہ ہو خودی سے کر اپنی پاسبانی
شاید کسی حرم کا تو بھی ہے آشیانہ

افسوس! ان اپنی خودی سے غافل لوگوں نے ''بندۂ خدا'' بننے کی بجائے ''بندۂ زمانہ'' بننے کو ترجیح دی ہے اور اپنے دین برحق کو اپنی کمینی دنیا پر قربان کر دیا ہے، پوری امت مسلمہ ان کے جرائم کا خمیازہ بھگت رہی ہے، افسوس! یہ ملت فروش اور وفا فراموش لوگ ہمارا مقدر تھے، دوسری طرف امت واحدہ ان لوگوں کی ناعاقبت اندیشی اور طاغوتی قوتوں کی ریشہ دوانی

کی وجہ سے اپنے اتحاد کو فرقوں اور برادریوں میں تقسیم کر چکی ہے، ہر طرف فرقے ہی فرقے نظر آتے ہیں، ہر فرقہ اپنے اندر کئی فرقے پروان چڑھا رہا ہے، خود سواد اعظم کے دعویداروں کو دیکھ لیجئے، ان کے روحانی سلسلے روح کی پیاس بجھانے کی بجائے فرقوں کا روپ بدل رہے ہیں، اکثر نااہل اور جاہل گدی نشینوں نے اور خود غرض اور ہٹ دھرم مولویوں نے اسلام کے سب سے بڑے گروہ کو بھی پارہ پارہ کر دیا ہے، ہر طرف کدورت ہی کدورت نظر آتی ہے، پھر ہر جماعت چوکوں اور بازاروں میں ایسے نعرے لگاتی ہے کہ گویا ایک ہی حملے سے پورا امریکہ، یورپ، ایشیا اور افریقہ اپنے قدموں پر جھکا سکتی ہے، جب کوئی دیوانہ اتحاد کی بات کرے تو ہر جماعت کے لیڈر کو اس قدر غصہ آتا ہے کہ الامان، نجانے یہ لوگ کس زبان سے کشمیر اور فلسطین کا نام لیتے ہیں یا کس کو دھوکا دینا چاہتے ہیں، اس وقت پوری بکھری ہوئی امت مسلمہ پاکستان اور ترکی کی طرف دیکھ رہی ہے، ان دونوں ملکوں کے عوام اور خواص کو اہم کردار ادا کرنا چاہیے اور اپنے اندر چھپے ہوئے سیاسی اور مذہبی غداروں سے جان چھڑا کر جہاد فی سبیل اللہ کا اعلان کرنا چاہیے، یاد رکھیئے شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سوسالہ زندگی سے بہتر ہے۔

''المنتہیٰ'' کا یہ شمارہ ذوالحج، محرم اور صفر کے مہینوں پر مشتمل ہے، ان مہینوں میں ہمارے بہت سے تاریخی ایام ہیں، حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کا بکثرت ذکر کیا جائے، ان کے روشن کردار سے لوگوں کو آگاہ کیا جائے، ایام تشریق میں قربانی کا جذبہ بھی امت محمدی اور ملت اسلامی کی نشاط ثانیہ کی بنیاد بن سکتا ہے بشرطیکہ اس کے فلسفے سے آگاہی نصیب ہو سکے، ۱۸ ذوالحج اور یکم محرم کو حضرت عثمان غنی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دن پورے تزک و احتشام سے منائے جائیں، ہمارا مطالبہ ہے کہ حکومت ان دنوں پر عام تعطیل کرے اور سرکاری سطح پر خلفاء راشدین کو خراج عقیدت پیش کرے، تاکہ ہماری نوجوان نسل کو اپنے اکابر کا علم ہو سکے، اس مطالبے میں زور پیدا کرنے کے لیے بھی ہماری جماعتوں کا اتحاد ضروری ہے، ان دنوں پر تو سب کو یگانگت اور اخوت کا مظاہرہ کرنا چاہیے، یہ دن ان مٹھی بھر رافضیوں اور تفضیلیوں کا بھی بہترین علاج ثابت ہوں گے جنہوں نے ہماری فضا کو اپنے بوسیدہ نظریے

سے مکدر کر رکھا ہے، پھر محرم کی غمناک فضاؤں میں پورے ولولے کے ساتھ اہل بیت اطہار کا بالخصوص سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہا کا ذکر مبارک کیا جائے، ان کے ایثار ایمانی کا پرچم بلند کیا جائے، کربلا رونے دھونے کا نام نہیں، کربلا تو عزم اور عزیمت کا نام ہے، جذبہ شہادت کا نام ہے، باطل قوتوں سے ٹکرانے کا نام ہے، وقت کے فرعون، نمرود اور یزید کے سامنے سینہ تاننے کا نام ہے، کربلا کے اس اہم ترین پہلو کو اجاگر کرنے کی اشد ضرورت ہے تاکہ امت محمدی میں سرایت کرنے والے مصلحت کوشی اور بزدلی کے جراثیم ختم ہوسکیں جنھوں نے اس کے وجود کو خدشات سے لاغر بنادیا ہے، اس وقت قوم اسلام کو ضرب یداللٰہی اور سجدہ شبیری کے ثمرات سے ہمکنار ہونا چاہیے۔

اس دورانیے میں ''اگست'' کا مہینہ بھی موجود ہے، کیا پاکستانی قوم اس مہینے کو فراموش کرسکتی ہے، اس مہینے میں ہمارا ''یوم آزادی'' ہے، جو ہر سال ہمیں پاکستانی نظریے کی یاد دلاتا ہے، ہمارے بزرگوں نے بے شمار قربانیوں سے یہ وطن عزیز حاصل کیا تھا اور اپنی آنے والی نسلوں کے دینی، ایمانی، سیاسی اور معاشی مستقبل کو تعمیر کیا تھا ہمیں ان کی قربانیوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے، موجودہ حکومت اس کو ''ریاست مدینہ'' بنانا چاہتی ہے لیکن افسوس! اس کے اندر ''کچھ گھس بیٹھیے'' ایسے ہیں جو اس کے دوقومی نظریے کو شدید نقصان پہنچا رہے ہیں اور بھی صحافتی اور سیاسی عناصر ایسے ہیں جو علی الاعلان کہتے ہیں کہ یہ وطن ایک دینی ریاست کے طور پر نہیں، سیکولر ریاست کے طور پر حاصل کیا گیا ہے، بھلا ایک سیکولر ریاست کے لیے کون سا مسلمان اتنی قربانیاں دے سکتا ہے، کیا اس دور میں اسلام کو صرف استعمال کیا گیا تھا، ایسی سوچ سے یہ لوگ کس کو راضی کرنا چاہتے ہیں، یوم آزادی ہر سال اعلان کرتا ہے کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے اور اسلام کی بدولت ہی اس کو بچایا جاسکتا ہے، اس کی ستر سالہ تاریخ بھی گواہ ہے کہ جب بھی اس پر مشکل وقت آیا، ہمارے اسلام سے دور رہنے والے حکمرانوں نے اسلام کا سہارا لے کر ہی اس کو بچانے کی کوشش کی، کاش یہ لوگ مخلص ہوجائیں اور اسلام کو صحیح معنوں میں اس وطن کا مقدر بنادیں، دوغلہ پالیسی اور دورنگی سے نہ خدا راضی ہوتا ہے اور نہ عوام

خوش ہوتے ہیں، ہاں دشمنوں کو کھل کر کھیلنے کا موقع ضرور مل جاتا ہے، یوم آزادی میں ہمیں ناچنے گانے اور ڈھول بجانے کی بجائے شکرانے کے نوافل ادا کرنے کی ضرورت ہے، یہ ملک عزیز آج بھی اسلام اور اہل اسلام کی امید گاہ ہے، خدارا اس کی قدر کیجئے، اس کے ذرے ذرے کا احترام کیجئے، جو لوگ جذبات سے مغلوب ہو کر ہر چوک اور بازار میں اس کو گالیاں دیتے ہیں اور اس کے ختم ہونے کی مکروہ باتیں کرتے ہیں، ان ظالموں کو اس پناہ گاہ کا احساس نہیں، کم از کم در بدر پھرنے والی قوموں کا حال ہی دیکھ لیں جو اس تماشا گاہ عالم میں عبرت کا نشان بن چکی ہیں، جو لوگ اپنے مکان کی قدر نہیں کرتے ان کو کرائے داروں کی کسمپرسی دیکھنی چاہیے، شاید کچھ شرم آجائے، کاش کوئی ایسا قانون لاگو کیا جائے کہ جو شخص بھی وطن عزیز کے خلاف بکواس کرتا ہے اس کو فوراً اس سے بے دخل کر دیا جائے، چند دنوں میں ہوش ٹھکانے آجائیں گے، افسوس! فلسطینی تو اس وطن عزیز کو پکار رہے ہیں اور اس کے ناشکرے باشندے اس کی تذلیل کر رہے ہیں، عوام کو بھی چاہیے کہ اس کے خلاف بولنے والوں کا مکمل محاسبہ کریں اور گریبان سے پکڑ کر اسٹیج سے اتار دیں، ایسے عناصر یقیناً غیروں کے آلہ کار ہوتے ہیں اور ان کا کردار اس آوارہ کتے کی طرح ہوتا ہے جو گاؤں کو آگ لگ جائے تو روڑی کے ڈھیر پر جا سوتا ہے، جاگتے رہو اور اپنے دین اسلام اور اپنے وطن عزیز کی عزت و ناموس کے لیے ہمیشہ جانیں وارتے رہو، یوم آزادی پر ہم تمام فوج، پولیس اور رینجرز کے بہادر جوانوں کو سلام نیاز پیش کرتے ہیں، جنھوں نے اپنے آج کو ہمارے کل پر قربان کر دیا اور جام شہادت نوش کر کے اپنی قوم کو سرخرو کیا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

۞۞۞

قسط نمبر 11

عقیدہ ختم نبوت پر قرآنی اسلوب

خواجہ غلام دستگیر فاروقی

مرزا البشیر الدین محمود (ابن مرزا قادیانی) کی تحریف قرآن

۱۔ وَبالاخرۃ ھم یوقنون۔ ترجمہ: اور وہ آئندہ ہونے والی (معہود باتوں) پر (بھی) یقین رکھتے ہیں۔

(مرزا، بشیر الدین محمود احمد، تفسیر کبیر، نظارات نشر و اشاعت، قادیان، ج 1، ص 136)

۲۔ "اَلآخرۃ"، سے مراد اسی وحی کا ذکر ہے جو پیچھے آنے والی ہے۔

(عقیدۃ الامت فی معنی ختم النبوت، ص 144، بحوالہ حاشیہ ترجمہ قرآن مجید زیر نگرانی مرزا محمود، ص 12، سسٹم پریس، لاہور 21 دسمبر 1915)

۳۔ جس طرح متقی آپ سے پہلی وحی پر ایمان رکھتا ہے وہ بعد میں آنے والی وحیوں پر بھی ایمان رکھتا ہے۔ (عقیدہ الامت فی معنی ختم نبوت، ص 144، بحوالہ تفسیر کبیر، ص 145)

عزیزان من!

آپ کو بتلانا صرف یہ مقصود تھا کہ مرزا قادیانی اور اس کی نسل نے جہاں اور بہت سے گل کھلائے ہیں وہاں قرآن حکیم کی آیات مقدسہ کے اپنی خلافِ قرآن و سنت کے آراء اور تحریفات بھی اتنی کیں کہ جو الگ موضوع ہے۔ احقر چونکہ آپ کے سامنے قرآن حکیم کے اسلوب بیان کر رہا ہے اس لیے طوالت سے جان بچاتے ہوئے صرف آپ کے سامنے تحریفات رکھیں۔ اگر یہ بتایا جائے کہ کل امت کے علماء مفسرین نے "بالاخرۃ" سے آخرت کا دن (میدان محشر) ہی مراد لیا ہے پھر مرزائی قادیانی کا وحی کے متعلق پہلے کا عقیدہ بیان کیا جائے پھر یہ بتایا جائے کہ امت کے جمیع علماء و محدثین وحی کے بند ہونے کے قائل ہیں حتی کہ خلفاء راشدین کی

آراء کو بیان کیا جائے تو مکمل دفتر درکار ہے مزید یہ کہ مرزا قادیانی پر جن وحیوں کا نزول ہوا ان کو بیان کیا جائے تو ویسے ہی اس کی عقل اور علم وفکر کی قلعی کھل جاتی ہے۔علماء نے بڑے مضحکہ خیز تبصرے پیش کیے ہیں اس بارے میں۔بس ایک دو چیزیں پیش کرتا ہوں تا کہ اصل موضوع آگے چل سکے۔

مرزا قادیانی کی وحی ربانی یا شیطانی!

وحی کے متعلق اللہ کریم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ: وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه ۔ترجمہ: اور ہم نے ہر رسول اس قوم کی زبان میں ہی بھیجا کہ وہ انہیں صاف بتائے۔(سورۃ ابراہیم:4) اس فرمان الٰہی کے مطابق مرزا قادیانی کو ساری وحی پنجابی زبان میں ہونی چاہیے تھی کیونکہ مرزے نے جن لوگوں میں جس معاشرے میں دعویٰ نبوت اور نزول وحی کا مطالبہ کیا وہاں کی پنجابی زبان تھی۔جبکہ مرزا قادیانی کی وحی کم از کم سات زبانوں پر مشتمل تھی۔1۔انگلش،2۔اردو،3۔فارسی،4۔عربی،5۔عبرانی،6۔سنسکرت،7۔پنجابی

لمحہ فکریہ:

اب دیکھنا یہ ہے کہ اگر یہ سچ ہے کہ مرزا کو ان زبانوں میں وحی آتی تھی (جیسا کہ اس کی کتابوں میں ظاہر ہے) تو یقیناً مرزا قادیانی پر اترنے والی وحی ربانی نہیں بلکہ شیطانی ہے۔پھر مرزا قادیانی کی ساری امت کو یہ چیز بھی بتانا ہوگی کہ کیا مرزا قادیانی کی یہ ساتوں زبانیں تھی؟؟؟ کیا اس کی قوم کی سات زبانیں تھیں؟؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو یہ کہنا ہوگا کہ مرزا قادیانی نے اللہ کریم کے لازوال قانون کی تکذیب کر کے نت نئے اور ان گنت جھوٹ اپنے اوپر تھوپے ہیں۔

کیا نبی وحی الٰہی سے جاہل بھی ہوتا ہے؟

مرزا لکھتا ہے:"خدا نے میری نظر کو پھیر دیا میں"براہین احمدیہ"کی اس وحی کو نہ سمجھ سکا کہ وہ مجھے مسیح موعود بناتی ہے۔یہ میری سادگی تھی جو میری سچائی پر ایک عظیم الشان دلیل تھی ورنہ میرے مخالف مجھے بتادیں کہ میں باوجودیکہ"براہین احمدیہ"میں مسیح موعود بنایا گیا تھا بارہ برس

تک یہ دعویٰ کیوں نہ کیا؟ اور کیوں براہین احمدیہ میں خدا کی وحی کے مخالف لکھ دیا۔“

(قادیانی، غلام احمد مرزا، اعجاز احمدی، ص 7، روحانی خزائن، ج 19)

مذکورہ عبارت میں مرزا قادیانی نے اقرار کیا کہ وہ وحی الٰہی کو بارہ برس تک نہیں سمجھ سکا اور خدا کی طرف سے اترنے والی وحی کے خلاف جناب عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کا عقیدہ لکھوا دیا۔

(1) سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو شخص بارہ سال تک اترنے والی وحی کو نہیں سمجھ سکا اور بارہ سال تک وحی الٰہی کے خلاف جھوٹ کے پلندے بکتا رہا کیا وہ مسیح موعود کا دعویٰ کر سکتا ہے۔

(2) کسی شخص کا اللہ کی طرف سے اترنے والی وحی کے خلاف جھوٹ بکنا اس کے جھوٹا ہونے کی بہت بڑی دلیل ہے یا بقول مرزا کے اس کی سچائی کی؟

(3) جو وحی الٰہی کو سمجھ نہ سکے جس کو وحی کے ذریعے اترنے والے جملوں کی سمجھ نہ آئے وہ نبی یا مسیح موعود بننے کے قابل ہے؟

(4) اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پانچواں سوال ضرور بنے گا اور وہ یہ کہ مرزا قادیانی نبی اور مسیح موعود تو یقیناً نہیں ہاں البتہ! جاہل مرکب، جھوٹوں کا چیمپئین اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور دین اسلام کا بہت بڑا باغی ضرور تھا اس سوال پر غور و فکر کریں اور اجر عظیم پائیں۔

جھوٹا مدعی نبوت سب سے بڑا جاہل

اللہ رب العزت نے فرمایا:

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ

(الانعام:92)

اور (ویسی ہی) یہ کتاب ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے بابرکت جو اپنے سے پہلی (کتابوں) کی تصدیق کرتی ہے اور جو اس لیے (نازل

کی گئی ہے) کہ تم مکے اور اس کے آس پاس کے لوگوں کو آگاہ کردو
اور جو لوگ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے
ہیں اور وہ اپنی نمازوں کی (پوری) خبر رکھتے ہیں۔

آپ نے غور کیا کہ یہ آیت مبارکہ مرزا قادیانی پر کیسی سچی آرہی ہے۔

اہل سنت کے عظیم عالم مفسر قرآن، علامہ قاری محمد طیب نقشبندی (ناظم جامعہ رسولیہ اسلامک سنٹر مانچسٹر، انگلینڈ) پوری قادیانی جماعت کو کیا خوب پیرائے میں چیلنج کرتے ہیں۔

چیلنج نمبر 1: ہم قادیانی جماعت کے امام سے لے کر ان تمام مربّین اور عام اراکین تک سب کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ قرآن کریم کی کوئی آیت پیش کریں جس کا صاف مفہوم یہ ہو کہ نبوت کا سلسلہ جاری ہے یا یہ ہو کہ وحی کا سلسلہ جاری ہے۔ جس طرح اے نبی آپ سے پہلے انبیاء تھے آپ کے بعد بھی ہوں گے اور جب تک ان پر لوگ ایمان نہیں لائیں گے مومن نہیں ہو سکتے۔ مگر تا قیامت ایسی کوئی آیت پیش نہیں کی جا سکتی جبکہ اس کے مقابلے میں ایسی آیات موجود ہیں جنہیں کھلے عام بیان کیا گیا ہے کہ جس نے اے نبی آپ کو اور آپ سے پہلے انبیاء کو مان لیا وہ ہدایت پا گیا یعنی ہدایت کے لیے کسی اور نبی کی ضرورت نہیں ہے۔ (دلائل ختم نبوت مع ردّ قادیانیت: ص218)

چیلنج نمبر 2: جسٹس ڈاکٹر علامہ خالد محمود لکھتے ہیں: قادیانی اپنے پورے لٹریچر سے مرزا احمد قادیانی پر اتری وہ وحی دکھائیں جس میں (1) الفاظ خدا کے ہوں۔ (2) ان الفاظ میں جبر نمایاں ہو (3) ختم نبوت کے نئے عقیدے کی صراحت ہو (4) مرزا کے پہلے عقیدے کی کھلی تردید ہو۔ قادیانی ان چار شرطوں سے وہ وحی اپنے پورے لٹریچر میں دکھائیں تو انہیں اس کے جملہ الفاظ کی گنتی سے ہر لفظ پر سو (100) روپے انعام دیا جائے گا۔ اگر وہ ایسا نہ کریں تو کم از کم اتنا ضرور کریں کہ مرزا بشیر الدین نے اپنے باپ پر جھوٹ بولا ہے جس طرح اس باپ نے خدا پر جھوٹ بولے ہیں۔ نبی کے دعوؤں کا فیصلہ ان کی اولاد نہیں کیا کرتی۔ (عقیدۃ الامت، ج1 ص251)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا اُمت مسلمہ کے نام ایک پیغام

تحریر: جمیل احمد

شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ ہمیں دو طرح کا پیغام دیتی ہے۔

ا۔ عملی جدو جہد کا پیغام:

محبت حسین، تعلق حسین اور نسبت حسین رضی اللہ عنہ کو رسمی نہ رہنے دیا جائے بلکہ اسے عمل، حال اور حقیقت میں بدل دیا جائے اسے حقیقی طور پر اپنایا جائے یہی تعلق اور یہی نسبت ہمارا اوڑھنا بچھونا ہو اس نسبت اور تعلق کو حقیقی زندگی بنانے کا مقصد یہ ہے کہ یہ پہچان لیا جائے کہ یزیدی کردار کیا ہے اور حسینی کردار کیا ہے؟

یزید نے اسلام کا کھلا انکار نہیں کیا تھا اور نہ ہی بتوں کی پوجا کی تھی مسجدیں بھی مسمار نہیں کی تھیں وہ اسلام کا نام لیتا تھا بیعت بھی اسلام پر لیتا تھا وہ یہ بھی کہتا تھا کہ میں نماز پڑھتا ہوں اور اسلام کا کھلا انکار گمراہی ہے مسلمانی نہیں۔ یزیدیت یہ ہے کہ اسلام کا نام بھی لیا جائے اور اسلام سے دھوکا بھی کیا جائے امانت میں خیانت بھی کی جائے نام اسلام کا لیا جائے اور آمریت مسلط کی جائے اپنے سے اختلاف کرنے والوں کو کچلا جائے۔ اسلام کے مقدس نام کو پامال کیا جائے۔ یزیدیت اسلام سے منافقت، دجل اور فریب کا نام ہے۔ اسلامی نظام میں دھوکا کرنے، امانتوں میں خیانت کرنے بیت المال میں خیانت کرنے اور قومی ذرائع کو اور دولت کو اپنے تعیشات پر خرچ کرنے کا نام ہے یزیدیت۔

روح حسین آج ہم سے پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ میری محبت کا دم بھرنے والو میں دیکھنا

چاہتی ہوں کہ میری محبت محض رسمی ہی ہے یا میری محبت میں آج تم پھر وقت کے یزیدوں کو للکارتے ہو یا نہیں۔روح حسین آج پھر دریائے فرات کو رنگین دیکھنا چاہتی ہے آج پھر ایک نیا معرکہ کربلا برپا ہوتا دیکھنا چاہتی ہے اور تمہارے صبر اور استقامت کا امتحان لینا چاہتی ہے۔روح حسین دیکھنا چاہتی ہے کہ کون اسلام کا جھنڈا سربلند کرتے ہوئے تن من دھن کی بازی لگاتا ہے کون ہے جو مجھ سے حقیقی پیار کرتا ہے۔حقیقت کا تقاضہ یہ ہے کہ جہاں جہاں تمہیں یزیدیت کے کردار کا نام ونشان نظر آئے حسینی لشکر کے غلام اور فرد بن کر یزیدیت کے بتوں کو پاش پاش کر دو اس کے لیے خواہ تمہیں اپنا مال اپنی جان اور اپنی اولادیں ہی کیوں نہ قربان کرنی پڑیں۔

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

۲۔امن کا پیغام

اہل ایمان کے لیے شہادت حسین رضی اللہ عنہ کا دوسرا پیغام امن ہے لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ جب نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت کا مہینہ آتا ہے تو مسلمانوں کے لیے فسادات کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے قتل وغارت کا بازار گرم ہو جاتا ہے۔شر پسند لوگ اختلافات کو ہوا دے کر جنگ اور فتنہ وفساد کا ایک عجیب ماحول پیدا کر دیتے ہیں۔امت مسلمہ کی وحدت پارہ پارہ ہو جاتی ہے۔غیر مسلموں کے لیے مسلم قوم وجہ استہزا بن جاتی ہے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے تو یزیدیت کے خلاف اپنی اور اپنے رفقاء کی قربانی پیش کی تھی نہ کہ آپس میں لڑائی جھگڑے فساد کو دعوت دی تھی غیروں کے نزدیک امت مسلمہ ایسی امت ہے جو امن پر متفق نہیں ہوتی آخر کس منہ سے ہم عالم کفر کے سامنے اسلام کی حقانیت کو پیش کریں اور انہیں اسلام کی دعوت دیں۔امت مسلمہ میں وحدت، یگانگت اور یک جہتی کا تصور پیدا کرنے کے اور اسے تباہی وہلاکت کے گڑھے میں گرنے سے بچانے کے لیے اختلافات کو ختم کرنے کے لیے امن ضروری ہے امن تباہ کرنے والے ہی اسلام کے دشمن ہیں۔دین اسلام تو امن کا گہوارہ ہے۔

حضرت محمد مصطفی ﷺ کی نسبت ہی ایمان کا مرکز اور محور ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ؗ (الفتح:29)

''محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے مقابلے میں سخت ہیں (لیکن) آپس میں رحمدل ہیں (اے دیکھنے والے) تو ان کو رکوع سجدے میں دیکھے گا جس سے ان کی مراد اللہ کا فضل اور اس کی رضامندی کی طلب ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس کلام میں ایمان کے مرکز و محور اور مسلمانوں کی پہچان کے طور پر جس نسبت کو بطور عنوان متعین فرمایا ہے وہ ذات پاک محمد رسول اللہ ہے کہ ''محمد اللہ کے رسول ہیں'' آپ کا ذکر اسلام اور ایمان کا مرکز و محور کے طور پر لیا گیا ہے اس کے بعد جس کا ذکر آیا ہے اس سے مراد صحابہ کرام اہل بیت اطہار اور خلفاء وراشدین لیا جا سکتا ہے وہ لوگ جو محمد ﷺ کے ساتھ ہیں اور جنہیں آپ کی سنگت حاصل ہے اور معیت نصیب ہے ان کی شان یہ ہے کہ وہ کافروں اور دشمنانِ دین پر سخت ہیں اور آپس میں رحمدل محبت و مودت اور الفت کے پیکر ہیں۔

رات کی تنہائی میں انہیں دیکھ تو وہ مصلوں پر سراپا نیاز اور دست بستہ نظر آتے ہیں وہ اپنے مولا کی بارگاہ میں سراپا اطاعت سے سجدہ ریز نظر آتے ہیں۔ ہر وقت وہ عبادت و اطاعت کا پیکر بنے نظر آتے ہیں انہیں ہر وقت اپنے مولا کو راضی کرنے کی فکر دامن گیر رہتی ہے ہر وقت انہیں یہ فکر رہتی ہے کہ اللہ کا دیدار نصیب ہو جائے اس کا قُرب فضل اور خوشنودی حاصل ہو جائے۔

قرآن مجید نے ایک ضابطہ اور قاعدہ سمجھا دیا ہے کہ اہلِ بیت کرام ہوں یا صحابہ کرام جس کو جو شان اور شرف ملا وہ آقائے دو جہاں ﷺ کے صدقے اور ان کی غلامی میں ملا سب کی پہچان حضور پاک ﷺ کی نسبت سے ہے۔ قرآن پاک میں اللہ یہ سمجھانا چاہتا ہے کہ صحابہ کرام کا

ادب بھی میرے محبوب ﷺ کی خاطر کیا کرو اور اہلِ بیت کی عزت وتکریم بھی میرے محبوب ﷺ کی خاطر کیا کرو۔ باادب بانصیب بے ادب بے نصیب۔

وہ لوگ جو اس بات کے دعویدار ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے والے اور آپ ﷺ سے محبت کرنے والے اور غلامی کا دَم بھرنے والے ہیں ان کے لیے لازم ہے کہ وہ محبت رسول ﷺ کے سبب سے صحابہ کرام اور اہلِ بیت اطہار سے بھی محبت کریں ادب رسالت مآب ﷺ کی وجہ سے صحابہ کرام کا ادب کریں اور اہل بیت پاک کا بھی اور امن کی فضاء قائم کریں کہ اسی میں اسلام کی سربلندی کا راز مضمر ہے۔

لمحہ فکر

افراط اور تفریط کی پُر پیچ گتھیوں کو سلجھانے کے لیے حقائق کو ورطہ تحریر میں لانے کی ادنیٰ سی کوشش کی ہے تاکہ تعصبات کے گھناؤنے غار میں گر کر اپنی دنیا اور آخرت برباد نہ کرسکیں۔

زندگی ایک قیمتی تحفہ ہے جو صرف ایک ہی بار عطا کیا گیا ہے۔ عقل سلیم کے مالک قلب سلیم رکھنے والے کبھی بھی اس انمول تحفہ کو تخریبی سرگرمیوں میں ضائع نہیں کرتے بلکہ تعمیری کاموں میں کوشش کرکے نہ صرف اپنی دنیا اور آخرت سنوارتے ہیں بلکہ قوموں کی سربلندی کے لیے کارہائے نمایاں انجام دے کر اس زندگی سے فائدے اُٹھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو بہترین امت قرار دیا ہے اس لیے یہ امت اللہ تعالیٰ کے احکام کی خود بھی پیروی کرتی ہے اور دوسروں کو بھی نیکی کی طرف راغب کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پیدائش کا مقصد یہ بیان کیا ہے کہ کون تُم میں سے نیک کام کرتا ہے تاکہ آزمائے رہنمائی کے لیے اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم نورِ مجسم کو مبعوث فرمایا اور عظیم کتاب قرآن پاک نازل فرما کر نسل انسانی پر عظیم احسان فرمایا۔

فتنہ قادیانیت کے خلاف مملکت خداداد کا تاریخ ساز فیصلہ

7 ستمبر کے حوالے سے ایک خصوصی تحریر

سید صابر حسین شاہ بخاری، مدیر اعلیٰ ماہنامہ الحقیقہ
ادارہ فروغ افکار رضا برہان شریف ضلع اٹک

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ہمارے آقا و مولا پیارے نبی حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ آپ پر سلسلہ نبوت تمام ہو چکا ہے۔ اس عقیدہ ختم نبوت پر اُمت مسلمہ کا شروع سے اجماع ہے۔ اور پھر یہ ضروریات دین میں سے ہے۔ ہمارے پیارے نبی حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کو نبی ماننا جو آپ کے آخری نبی ہونے میں شک کرے وہ بھی بالاجماع کافر ہے۔ منکرین رسالت نے ہر دور میں اس اجماعی عقیدے پر حملہ آور ہونے کی ناکام کوشش کی ہے۔ نئے نئے مدعیان نبوت سامنے آئے لیکن مجاہدین تحفظ ختم نبوت نے ان مدعیان کا بروقت تعاقب کیا اور گلشن اسلام کی پاسبانی میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ یوں تو برصغیر میں منکرین رسالت کے کئی گروہ ہیں لیکن ان میں انگریز کا خود کاشتہ فتنہ قادیانیت نمایاں طور پر سامنے آیا۔ اس فتنہ کی قیادت گورداسپور کے مرزا غلام احمد قادیانی کے حصے میں آئی۔

مسیلمہ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی نے جب مجددیت سے نبوت کا اپنا پر فریب جال پھیلایا اور کئی سادہ لوح مسلمانوں کو ورغلایا اور ختم نبوت کے قرآنی ایمانی اجماعی عقیدے کا انکار کر کے دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا تو علمائے حق اور مشائخ عظام نے انگریز کے اس خود کاشتہ پودے کو جڑ سے اُکھاڑنے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ یوں تو تمام مکاتب فکر نے فتنہ قادیانیت کے خلاف اپنی آواز اُٹھائی ہے لیکن ان میں علمائے اہل سنت کا کردار نہایت واضح ہے۔ ان میں حضرت علامہ مولانا غلام دستگیر قصوری وہ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے تحریک قادیانیت کے خلاف سب سے پہلے ۱۸۸۳ء میں فتویٰ کفر جاری کر کے پہلی ضرب لگائی۔ اس ضمن میں آپ نے تین رسائل بنام

تحقیقات دستگیریہ (1883ء)

رجم الشیاطین (1886ء)

فتح رحمانی (1896ء)

تصنیف فرما کر مرزا کے مکر و فریب کی خانہ ساز نبوت کے تار و پود بکھیر کر رکھ دیئے۔ اس کے بعد یہ سلسلہ چل نکلا اور خاندان رضویہ کے عظیم چشم و چراغ حجۃ الاسلام حضرت علامہ حامد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سن 1897ء میں ''الصارم الربانی علی اسراف القادیانی'' تحریر فرمائی۔ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے خود فتنہ مرزائیت کے خلاف چھ ناقابل تردید رسائل لکھے اور مسلمانوں کو اس فتنہ سے دور رہنے کی تلقین کی۔ آپ کی زندگی کی آخری تصنیف ''الجبز الدیانی علی المرتد القادیانی'' بھی اس فتنہ کے رد میں ہے۔

سلطان العلماء حامل علم لدنی حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ برق الٰہی بن کر سامنے آئے اور ایسی لاجواب کتاب ''سیف چشتیائی'' تصنیف فرمائی کہ مرزائی آج تک اس کے جواب سے عاجز ہیں۔ پروفیسر محمد الیاس برنی رحمۃ اللہ علیہ نے ''قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ'' لکھ کر اس کا ناطقہ بند کیا۔ مولانا قاضی غلام گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تیغ غلام گیلانی بر گردن قادیانی'' لکھ کر مرزا کی خوب گرفت فرمائی اور یہ کتاب بریلی شریف سے چھپ کر سامنے آئی۔ مولانا محمد عالم آسی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الکاویہ علی الغاویہ'' مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ نے ''مقیاس نبوت'' جیسی عظیم کتب لکھ کر مرزائیت کو لگام دی۔ مولانا غلام قادر بھیروی نے فتویٰ جاری کیا تھا کہ مسلمان مرد یا عورت کا نکاح قادیانیوں کے ساتھ حرام و ناجائز ہے۔ ردّ مرزائیت میں علمائے حق تحریری خدمات کا احاطہ تحریر میں لانا ایک الگ موضوع ہے۔

کذاب قادیانی نے 22 جولائی 1900ء کو ایک اشتہار شائع کیا اور اس میں چھیاسی علماء کو دعوت مناظرہ دی ان میں حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام بھی تھا۔ مناظرہ کا موضوع عربی میں قرآنی آیات کی تفسیر لکھنا قرار پایا۔ تاجدار گولڑہ نے 25 جولائی 1900ء کو ایک مکتوب میں مرزا کی دعوت مناظرہ قبول کرلی۔ 25 جولائی 1900ء لاہور کے مقام پر مناظرہ ہونا قرار پایا۔ تاجدار گولڑہ کے علاوہ علماء اہل سنت اور دیگر فرقوں کے اکابر جمع ہوگئے۔ بادشاہ مسجد میں بالا اتفاق علماء حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی مناظر اسلام مقرر ہوئے۔ بار بار اعلان اور تقاضا کے مرزا نے راہ فرار میں ہی اپنی عافیت سمجھی۔ اس طرح باوجود طلب مناظرہ کے مرزا قادیانی میدان مناظرہ میں نہ خود آیا نہ نمائندہ بھیجا اور قادیانیوں کو شکست فاش ہوئی۔

علامہ صوفی نواب الدین رمداسی چشتی نے قادیانیوں سے تنسیخ نکاح کا سب سے پہلا مقدمہ جیتا۔ مقدمہ گورداسپور کے دوران مسلمانوں کی طرف سے تنہا آپ ہی نے اور مرزائیوں کے خلاف عدالت میں فتویٰ بھی آپ ہی نے دیا تھا۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے حق کو فتح دی اور فیصلہ آپ کے ہی حق میں ہوا اور یوں سب سے پہلے عدالت سے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کا سہرا بھی حضرت نواب الدین کے سر بندھا۔ یہ فیصلہ ۱۹۲۵ء میں ہوا تھا اور فیصلہ کرنے والا جج ایک انگریز تھا۔

مقدمہ بہاولپور میں بھی جب شہریوں نے سنا کہ صوفی نواب الدین رمداسی گواہی دیں گے اور جرح کریں گے تو دکانیں اور تعلیمی ادارے بند ہو گئے تھے۔ مقدمہ بہاولپور میں اس وقت کے جج اکبر صاحب نے مقدمہ گورداسپور کے فیصلے کو مثال مانتے ہوئے مرزائیوں کے خلاف فیصلہ صادر کیا تھا۔

22 مئی 1908ء کو امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہی مسجد لاہور میں جمعۃ المبارک کے خطبہ میں مرزا کو مباہلہ کا چیلنج دیا۔ مرزا لاہور ہی میں موجود تھا بار بار کے تقاضا کے باوجود آپ کے سامنے نہ آیا حضرت امیر ملت نے 62،25 مئی 1908ء کی درمیانی شب پیشگوئی فرمائی کہ چند ہی دنوں میں مرزا عبرتناک موت سے دوچار ہوگا۔ چنانچہ آپ کی پیشگوئی کے مطابق مرزا 26 مئی 1908ء قبل دوپہر عبرتناک موت سے مر کر واصل جہنم ہوا۔

قیام پاکستان کے بعد مرزائیوں نے اس مملکت خداداد کے خلاف سازشوں کا جال بچھا دیا صوبہ بلوچستان کو قادیانی سٹیٹ بنانے کا خواب دیکھنے لگے ان نازک حالات کے پیش نظر فتنہ مرزائیت کے انسداد کے لیے ملک گیر تحریک کا آغاز ہوا۔ اس تحریک میں تمام مکاتب فکر نے حصہ لیا مگر قیادت اور مؤثر قوت اہل سنت کی تھی۔ اوائل دسمبر 1952ء میں تمام مکاتب فکر کے علماء و زعماء نے مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری کو اپنا متفقہ قائد تسلیم کیا۔ اس تحریک کے تین اہم بنیادی مطالبات تھے۔

1۔ ظفر اللہ قادیانی کو وزارت خارجہ سے ہٹایا جائے۔

2۔ مسلمان کی تعریف آئین میں شامل کی جائے۔

3۔ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو آخری حجت تسلیم کیا جائے۔

تحریک ختم نبوت 1953ء کو کچلنے کے لیے حکومت نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔اس تحریک میں تقریباً دس ہزار مسلمان شہید ہوئے ایک لاکھ گرفتار ہوئے اور دس لاکھ مسلمان متاثر ہوئے۔ علامہ ابوالحسنات قادری اور دیگر قائدین کی کراچی میں گرفتاری کے بعد مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی نے تحریک کو بااحسن طریق چلایا۔ 6 مارچ 1953ء کو مارشل لاء لگادیا گیا۔ مولانا نیازی اور دیگر علماء کو گرفتار کرلیا گیا۔ مقدمات فوجی بنچوں میں چلائے گئے۔مولانا نیازی اور مولانا خلیل احمد قادری کو سزائے موت سنائی گئی۔ یہ سزا بعد میں عمر قید میں تبدیل ہوگئی مگر ان مجاہدین کے عزم صادق کی بدولت یہ سزا معاف ہوگئی۔

29 مئی 1974ء میں ربوہ ریلوے اسٹیشن پر مسلمان طلباء پر قادیانیوں نے فائرنگ کر کے اپنے عزائم کو واضح کردیا۔اس سانحہ سے مسلمان سراپا احتجاج بن گئے۔مرکزی مجلس عمل قائم کی گئی جس کے صدر مولانا محمد یوسف بنوری اور جنرل سیکرٹری علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ منتخب ہوئے۔اس تحریک کو منظم کرنے میں علماء و مشائخ اہل سنت نے نمایاں کردار ادا کیا۔ پیر قاضی فضل رسول حیدر رضوی کی بے لوث قیادت نے اس تحریک میں جان پیدا کردی۔قومی اسمبلی میں جن سنی زعماء نے بھرپور کردار ادا کیا ان میں علامہ شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری، مولانا سید محمد علی رضوی، مولانا محمد ذاکر اور مفتی ظفر علی نعمانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ممتاز ہیں۔

13 جولائی 1974ء کو راولپنڈی میں ایک عظیم الشان مشائخ کانفرنس بلائی گئی۔کانفرنس کے داعی حضرت شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ اور منتظم شیخ الحدیث والتفسیر علامہ سید حسین الدین شاہ مدظلہ العالی تھے۔اس کانفرنس میں پچاس سے زائد علماء و مشائخ نے شرکت کی۔عوام کا ایک جم غفیر تھا۔اس کانفرنس میں متفقہ طور پر جو قرارداد منظور کی گئی اس کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے:

''مرزا غلام احمد قادیانی'' کو نبی یا مجدد ماننے والے دائرہ اسلام سے خارج ہیں اس لیے مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔''

سینکڑوں علماء و مشائخ اہل سنت نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔چالیس کے قریب افراد نے جام شہادت نوش کیا۔پارلیمانی تاریخ میں پارلیمنٹ کے اندر پہلی بار مرزائیت

کے خلاف بحث کا آغاز علامہ شاہ احمد نورانی کی 15 اپریل 1972ء کی اس تقریر سے ہوا جس میں آپ نے مسلمان کی تعریف کو آئین میں شامل کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا! ''مسلمان صرف وہ ہے جو اللہ کی وحدانیت اور حضور نبی کریم ﷺ کے آخری نبی ہونے پر یقین رکھتا ہے۔ مرزائی اور قادیانی مسلمان نہیں ہیں۔

مولانا کوثر نیازی کے چیلنج پر علامہ عبد المصطفیٰ الازہری نے مسلمان کی مختصر اور جامع تعریف پیش کی جس کو متفقہ طور پر قومی اسمبلی میں پیش کیا گیا۔ علامہ شاہ احمد نورانی نے 30 جون 1974ء کو قومی اسمبلی میں ایک تاریخی قرارداد پیش فرمائی کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ قرارداد کا مسودہ تیار کرنے کے بعد خان عبد الولی خان اور غوث بخش بزنجو سے دستخط لیے گئے دونوں نے بغیر کسی لیت ولعل کے دستخط کر دیئے اس قرارداد پر حزب اختلاف کے 22 افراد جن کی تعداد بعد میں 37 ہوگئی تھی نے دستخط کیے۔ اس تحریک میں علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کو قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی اور رہبر کمیٹی کا ممبر بھی منتخب کیا گیا۔ آپ نے پوری ذمہ داری کے ساتھ دونوں کمیٹیوں کے اجلاس میں شرکت کی۔ قادیانیت سے متعلقہ ہر قسم کا لٹریچر اسمبلی کے ممبروں میں تقسیم کرنے کے علاوہ ممبروں سے ذاتی رابطہ بھی رکھا۔ اس تحریک میں آپ نے تین ماہ کے دوران صرف پنجاب کے علاقے میں تقریباً چالیس ہزار میل کا دورہ کیا ڈیڑھ سو شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں عام جلسوں سے خطاب کرنے کے علاوہ سینکڑوں کتابوں کا مطالعہ کیا۔ مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں مولانا سید محمد علی رضوی، علامہ عبد المصطفیٰ الازہری اور مولانا محمد ذاکر نے اسمبلی کی خصوصی کمیٹی میں مرزا ناصر اور لاہوری گروپ کے صدر الدین پر اٹارنی جنرل کے توسط سے قریباً 76 سوالات کیے کل 170 سوالات اور جرح کے نتیجے میں مرزائیوں کا دجل وفریب اچھی طرح بے نقاب ہوا اور آخر کار تمام مسلمان عوام اور علماء کی متفقہ کاوشیں اور قربانیاں رنگ لائیں اور 7 ستمبر 1974ء کو دنیا کے سارے اسلامی ملکوں میں یہ قابل فخر اعزاز صرف مملکت خداداد پاکستان کو حاصل ہوا کہ اس کی پارلیمنٹ نے انکار نبوت کی بنیاد پر مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر قانونی اور سیاسی طور پر دائرہ اسلام سے خارج کر دیا۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اور اتباع شریعت

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی

تصوف تلاشِ احسن کی ایک فعال تحریک کا نام ہے کہ اس کے دائرۂ کار میں عقائد کی پاکیزگی سے لے کر اعمال کی ہمہ جہت طہارت تک پوری زندگی کی تگ و دو شامل ہے۔ یہ دینی صیانت کا وہ نظام ہے جو ہمہ گیر ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ ملتِ اسلامیہ کی تشکیل کے اولین مراحل ہی سے یہ مقدس عشق روبہ عمل آ گیا تھا۔ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں اس کے شواہد بڑے نمایاں ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسی اُسوۂ حسنہ سے کسبِ فیض کیا تھا۔ اس لیے اُن کی زندگیوں میں للّٰہیت کے ایسے ایسے جلوے نمودار ہوئے کہ اُن کی نورانیت آج تک درخشندہ ہے۔ مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ جہاں اُفتاد طبع کے باعث کوئی جھول درآنے لگا تو فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قول اور اپنے عمل سے اس کی اصلاح کر دی، اس طرح حیات صحابہ کرامؓ بہر طور محفوظ رہی، نبوی پناہ میں بسر کی جانے والی زندگی راستی کے حصار میں رہی اور قافلۂ رشد و روشنیاں بکھیرتا رواں دواں رہا۔ اُسوۂ حسنہ اور فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رہنما رہے، اس لیے جادۂ مستقیم سے انحراف کی کوئی صورت مستحکم نہ ہو سکی۔ تابعینؒ کے دور میں بھی روحانیت کا یہ سفر، سفر نصیب رہا اور تصوف کے نمائندہ اکابر کے ہاں تصوف نشرِ اسلام کی تحریک ہی رہا۔ یہ پناہ اور یہ حفاظت اس لیے ہمہ وقت حصار بنی رہی کہ منہاجِ شریعت کا پہرہ ہمہ گیر تھا، صدیوں کا سفر یہ واضح کر رہا ہے کہ شریعتِ مطہرہ ہر دور میں اور ہر موڑ پر ہدایت کا وسیلہ رہی ہے، ہر نئی تحریک اور نیا رجحان اس لیے سلامت رہا کہ فرامین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمہ وقت رہنما ہیں۔

ثابت ہوا کہ تصوف کی اثر آفرینی اور طہارت اتباع شریعت کا فیضان ہے اور اگر تصوف کے نام پر شریعت سے انحراف یا بغاوت نمودار ہو تو وہ تصوف کے نام پر تصوف سے انکار ہے۔ ولایت، قرب خالق کا وسیلہ ہے اور قرب کی یہ منزل اتباع رسالت پر منحصر ہے۔ اصحاب صفہؓ سے اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہ اپنی نسبت جوڑتے ہیں، اس سے بھی یہی مقصود ہے کہ سرتاپا اطاعت کا اعلان ہے۔ حضرت داتا گنج بخشؒ نے صوفیاء کرامؒ اور اولیاء عظام کے تذکرے میں اصحاب صفہؓ کو

نمایاں مقام دیا ہے۔ تصوّف کا کوئی چلن شریعت کو نظر انداز کر کے اگر لائق تعظیم ہوتا تو یہ ممکن نہ تھا کہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سلاسل صوفیاء کی ابتداء حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کرتے کہ جن کا امتیاز ہی یہ تھا کہ ان کی زندگی سراپا اطاعت شعاری کے سایوں میں رہی تھی۔ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم صوفیاء کے امام ہیں اور ان کی زندگیاں صوفیاء کے لیے لائق تقلید ہیں۔

تصوّف کے حوالے سے جو تحریر یا جو نمائندگی قرنِ اوّل میں موجود ہے وہ سب اتباع شریعت کا نمونہ ہے۔ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ہوں یا حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ ہوں یا حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ، حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ جب ان کا تذکرہ کرتے ہیں تو ریاضت و مجاہدے کے ساتھ اتباع شرع کا حوالہ بھی دیتے ہیں۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا نمایاں تذکرہ صوفیاء کی روشِ حیات کو پابندِ آداب بنانے کا عمدہ ذریعہ ہے، اس سے یہ خیال خام بھی لائق تردید ٹھہرا کہ فقہ اور تصوّف دو مختلف شاہراہیں ہیں جن کے درمیان ملاپ کی کوئی صورت نہیں۔ کشف المحجوب کا ورق ورق اس رجحان کی نفی کر رہا ہے۔ تصوّف کے حوالے سے لکھی جانے والی یہ کتاب، شرعی احکام کی دستاویز معلوم ہوتی ہے۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ تو تدریس فقہ کو اپنا معمول بتاتے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

> "مَیں ایک دن صوفیوں کی ایک جماعت کو پڑھا رہا تھا، چونکہ وہ لوگ مبتدی تھے ان کو مفہوم سمجھا رہا تھا، ایک جاہل درمیان میں داخل انداز ہوا۔ مَیں اُس وقت اُونٹ کی زکوٰۃ کے مسائل بیان کر رہا تھا اور بنت لبون، بنت مخاض اور حقّہ کے احکام سمجھا رہا تھا، اس جاہلِ مرکب کے دِل میں یہ بات تنگی کا موجب بنی اور اُٹھ کھڑا ہوا اور مجھ سے کہنے لگا: میرے پاس اُونٹ نہیں ہیں، بنت لبون کا علم میرے کس کام آئے گا؟ ......مَیں نے اس سے کہا: اے شخص! جس طرح ہمیں زکوٰۃ دینے کے لیے علم کی حاجت ہے اسی طرح ہمیں زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھی علم کی ضرورت ہے۔"(1)

معلوم ہوا کہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ علمِ فقہ کا درس دیتے تھے۔ یہ صرف علم نہ تھا بلکہ عمل کی تحریک تھی، اسی لیے سوال کے جواب میں ہر دو صورتیں بیان کر دیں اور یہ بھی کہ جو انکار کی روش اپناتا ہے، اُسے آپ نے جاہل بلکہ جاہلِ مرکب قرار دیا۔

اتباعِ شریعت پر اس قدر اصرار رہا کہ معمولی سے انحراف پر بھی سرزنش کی، بلکہ بے رخی دکھائی۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ نقل کرتے ہیں کہ لوگ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا کہ فلاں شہر میں اللہ کا ایک ولی رہتا ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کی زیارت کی غرض سے سفر شروع کیا، جب اُس کی مسجد کے پاس پہنچے تو وہ مسجد سے نکل رہا تھا، دیکھا کہ وہ منہ کا تھوک فرشِ مسجد پر گرا رہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ وہیں سے واپس لوٹ آئے، سلام تک نہ کیا، ایسا کیوں کیا؟...... فرماتے ہیں:

> ”مَیں نے کہا کہ ولی کے لیے شریعت کی پاسداری ضروری ہے تاکہ حق تعالیٰ اس کی ولایت کی حفاظت فرمائے، اگر یہ شخص ولی ہوتا تو اپنے منہ کے تھوک سے مسجد کی زمین کو آلودہ نہ کرتا، اس کا احترام کرتا۔“(2)

کیا یہ ناپسندیدگی مقبول ہوئی؟...... خود فرماتے ہیں:

> ”اسی رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مَیں نے خواب میں دیکھا، آپ نے مجھ سے فرمایا: اے بایزید! جو کام تم نے کیا ہے اس کی برکتیں تم ضرور پاؤ گے۔“(3)

یہ بھی نقل کیا کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا ولی کون ہے؟ انہوں نے فرمایا:

”ولی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے امر و نہی کے تحت صبر کرے۔“

کیونکہ جس کے دل میں محبت زیادہ ہوگی اتنی ہی وہ اس کے حکم کی دل سے تعظیم کرے گا اور اس کی مخالفت سے دور رہے گا۔“(4)

محبت، حکم کی تعظیم کی متحرک ہے۔ وہ دعویٰ محبت کیا ہوا جس میں احکام کے اتباع کا ذوق فراواں نہ ہو۔ حضرت داتا رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے دعویدارانِ محبت کا محاسبہ کرتے ہوئے فرمایا:

”جو یہ کہتا ہے کہ بندہ محبت میں اس کمال تک پہنچ جاتا ہے کہ اس سے

طاعتیں اُٹھ جاتی ہیں، حالانکہ یہ خالص زندیقی اور بے دینی ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ عقل کی درستگی کی حالت میں بندے سے احکام مکلفہ ساقط ہو جائیں، وجہ یہ ہے کہ اُمتِ مسلمہ کا اس پر اجماع ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت ہرگز منسوخ نہ ہوگی۔"

پھر آخری فیصلہ دیا کہ: "یہ بات خالص بے دینی کی ہے۔"(5)

ذرا صاحبِ شریعت ولیوں کے سرتاج کا لہجہ دیکھئے۔ اطاعت واتباع، مومن کی شناخت ہے۔ وہ کسی حال میں ہو اُس حال کے مطابق شریعت پر عمل اُس پر لازم ہے، ریاضتیں اور مجاہدے شریعت سے بے نیاز یا لاپرواہ کرنے کے لیے نہیں ہوتے بلکہ ان سے شریعت پر عمل درآمد کی تحریک ملتی ہے۔ ایک عام مسلمان کا عمل، ظاہری داری کا نتیجہ بھی ہوسکتا ہے۔ وہ نماز میں ہو تو ارکان کی بظاہر ادائیگی پر اکتفا کرتا ہے کہ سر جھک گیا ہے مگر صوفیاء کے سجدے صرف سر جھکانے تک محدود نہیں ہوتے، اُن کے سر بھی جھکتے ہیں اور دل بھی سجدے کرتے ہیں، یہ ولی کی پہچان ہے۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ یہ ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ نے اولیاء کو جہان کا والی بنایا ہے، یہاں تک کہ وہ خاص سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیروکار ہو کر رہیں اور نفس کی پیروی کی راہوں کو چھوڑ دیں۔"(6)

فیصلہ بڑا واضح ہے کہ اولیاء کی جہاں بانی کی اساس سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مداومت ہے۔ سنت کی برکات سے اولیاء کے مراتب بلند ہوتے ہیں، پھر ان کے وجود فیض رسانی کا ذریعہ بنتے ہیں یہاں تک کہ:

"آسمان سے رحمتوں کی بارش انہیں کے قدموں کی برکت سے ہوتی ہے اور زمین میں جو کچھ اُگتا ہے وہ انہیں کی برکت اور ان کے احوال کی صفائی کی بدولت پیدا ہوتا ہے، کافروں پر مسلمانوں کی فتح یابی انہیں کے ارادے سے ہے۔"(7)

آسمانی رحمتوں اور زمینی برکات کے اسباب میں صاحبانِ علم وعمل کی دعائیں بھی شامل

ہیں۔ یہ عنایات جو کرامات کہی جا سکتی ہیں حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق اتباع شریعت میں انہماک اور پاسداری کا نتیجہ ہے۔ معلوم ہوا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تمام کرامتوں اور عظمتوں کی اساس شریعتِ مطہرہ ہے۔ شریعت اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جس قدر خلوص سے عمل ہوگا اُسی قدر منزلت رفیع ہوگی، مالک الملک کی رضا کا حصول بھی اسی اتباع میں ہے، بے شمار قوتیں اُسی قادر و قیوم کے احکام ماننے سے میسر آتی ہیں۔ اس جانب حضرت داتا رحمۃ اللہ علیہ نے بار بار اشارہ کیا ہے، کبھی فرمان کی صورت میں تو کبھی حکایت کے پیرائے میں۔ تذکرہ نگاری کے حوالے سے بھی اسی مرکزی نقطہ پر توجہ مرکوز رکھتے ہیں۔ مثلاً حضرت حبیب بن اسلم راعی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ''آپ رحمۃ اللہ علیہ بکریاں پالتے تھے اور فرات کے کنارے چرایا کرتے تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک خلوت گزینی تھا، ایک بزرگ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرا گزر اس طرف ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ تو نماز میں مشغول ہیں اور بھیڑیا ان کی بکریوں کی رکھوالی کر رہا ہے، مَیں ٹھہر گیا کہ اس بزرگ کی زیارت سے مشرف ہونا چاہیے جن کی بزرگی کا کرشمہ آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں، بڑی دیر تک انتظار میں کھڑا رہا۔ یہاں تک کہ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے، مَیں نے سلام عرض کیا، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سلام کے جواب کے بعد فرمایا: کس کام سے آئے ہو؟ مَیں نے عرض کیا: بغرضِ زیارت۔ فرمایا: جزاک اللہ! اس کے بعد مَیں نے عرض کیا: یا حضرت! آپ کی بکریوں سے بھیڑیے کو ایسا لگاؤ ہے کہ وہ ان کی حفاظت کر رہا ہے۔ فرمایا: اس کی وجہ یہ ہے کہ بکریوں کے چرواہے کو حق تعالیٰ سے دلی ربط ہے۔ یہ فرما کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لکڑی کے پیالے کو پتھر کے نیچے رکھ دیا، پتھر سے دو چشمے جاری ہوئے، ایک دودھ کا، دوسرا شہد کا، پھر فرمایا نوش کرو۔''(8)

''سوال کیا گیا کہ یہ مقام کیسے حاصل ہوا؟ جواب تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کی

قوم اگر چہ موافق بھی نہ تھی مگر پتھر سے اُسے پانی ملا اور آپ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمت سے ہیں۔ جواب بڑا واضح تھا۔ ”مَیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایک فرماں بردار ہوں تو یہ پتھر مجھے دودھ اور شہد کیوں نہ دے گا۔“(9)

فرماں بردار اُمتی ہونا ہی وجہ شرف و کرامت ہے اور وہی دعویدار تصوّف معتبر ہے جو اتباع شریعت پر ہمیشہ کمر بستہ رہتا ہے، مگر افسوس ایسے مخلصین کم کم ہیں، زیادہ تر ایسے دعویدار ہیں جن کا مقصود دُنیاداری ہے، یہ گِلا آج ہر دردمند مسلمان کو ہے کہ: ع

اُمت خرافات میں کھو گئی

حیرت ہے کہ یہ شکوہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کو بھی تھا، فرماتے ہیں کہ:

”اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسے زمانہ میں پیدا فرمایا ہے کہ لوگوں نے اپنی خواہشات کا نام شریعت، حُبِ جاہ کا نام عزت، تکبر کا نام علم اور ریاکاری کا نام تقویٰ رکھ لیا ہے...... پھر فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شریعت کو ترک کرنے کا نام طریقت رکھ لیا ہے۔“(10)

عصرِ حاضر بھی اس عذاب میں گرفتار ہے کہ اصحاب طریقت کو شریعت پر برتری کا دعویٰ ہے اور شریعت کے لزوم سے انکار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس دور کے دعویداران تصوّف کو حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ تصوف کے پُرکیف اثرات سے اہل زمانہ مستفیض ہوسکیں۔ آمین

حوالہ جات

1۔ کشف المحجوب اُردو ترجمہ، سید غلام معین الدین نعیمی، زاویہ پبلشرز لاہور، 2004ء، ص 447
2۔ کشف المحجوب، ص 322
3۔ کشف المحجوب، ص 322
4۔ کشف المحجوب، ص 321
5۔ کشف المحجوب، ص 443
6۔ کشف المحجوب، ص 315
7۔ کشف المحجوب، ص 316
8۔ کشف المحجوب، ص 156
9۔ کشف المحجوب، ص 156
10۔ کشف المحجوب، ص 41

(بشکریہ: الفوز المطلوب فی مضامین کشف المحجوب، مرتبہ ڈاکٹر طاہر رضا بخاری)

(''کتابیات ختم نبوت'' سے سلسلہ وار)

تحقیقاتِ دستگیریہ فی ردِّ ھفوات براہینیہ

مصنف : عارف کامل حضرت علامہ خواجہ غلام دستگیر قصوریؒ
صفحات : 84
سن تصنیف : 1883ء/1301ھ

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی سب سے پہلی تصنیف ''براہین احمدیہ'' کی اشاعت کے لیے اشتہار شائع کیے۔ پھر ''براہین احمدیہ'' 1880ء تا 1884ء میں چار حصے شائع کیے جوں ہی کتاب براہین احمدیہ علی حقیقت کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ شائع ہو کر منظر عام پر آئی تو اس کے تیسرے اور چوتھے حصہ میں خصوصاً مرزا قادیانی نے بلند بانگ دعوے کیے جو ''براہین احمد'' میں آج بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔ ''براہین احمدیہ'' کے ان حصص کو پڑھ کر اہل دل جان گئے کہ مرزا قادیانی بد دینی، گمراہی کی سیڑھی پر چڑھتے ہوئے امت کو ایک بہت بڑے فتنہ سے دو چار کرے گا۔

قارئین! ان اہل دل حضرات میں سرفہرست بلکہ سب سے پہلا نام علامہ غلام دستگیر قصوری کا ہے جو فتنہ قادیانیت کے استیصال میں اوّل روز سے مصروف عمل ہو گئے۔ کتاب تحقیقاتِ دستگیریہ کے بارے میں اپنی کتاب ''فتح رحمانی'' میں حمد و صلوٰۃ کے بعد علامہ قصوریؒ رقم طراز ہیں:

''عبدہ الحقیر محمد ابو عبدالرحمن فقیر غلام دستگیر ہاشمی حنفی قصوری کان اللہ لہ
برادرانِ اسلام کی خدمت میں اعلام کرتا ہے کہ فقیر ابتداءً 1302 ہجری
سے مرزا غلام احمد قادیانی کو دنیا پرست اور دین فروش جانتا ہے۔''

براہین احمدیہ کے شائع ہونے پر علامہ غلام دستگیر قصوریؒ نے ''براہین احمدیہ'' اور اشتہار پڑھ کر مذکورہ کتاب تحریر کی اور اس کی نقل مرزا قادیانی کو بھیج کر توبہ کا تقاضا کیا لیکن مرزا قادیانی کی طرف سے کوئی جواب ندارد۔ اس پر علامہ قصوریؒ نے اس وقت کے جید علماء سے اپنی کتاب پر تقریظات تحریر کروائیں جن میں مولانا احمد بخش امرتسری، مولانا نواب الدین امرتسری، مولانا

غلام محمد، (امام بادشاہی مسجد لاہور) حافظ نور احمد (امام مسجد انار کلی لاہور) مولانا نور احمد (ساکن کھائی کوٹلی ضلع جہلم) اور مولانا مفتی محمد عبد اللہ ٹونکی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم شامل ہیں۔

مرزا قادیانی کید عویٰ نبوت، دعویٰ الہامات وغیرہ کو طاشت از بام کیا اور عقائد قادیانی کو اسلام کے کھلم کھلا منافی قرار دیا۔

مولانا اللہ وسایا بطور تعارف رقم طراز ہیں:

''مرزا قادیانی کی سب سے پہلی تصنیف ''براہین احمدیہ'' ہے جسے پڑھ کر اہل دل جان گئے تھے کہ مرزا قادیانی بے دینی کی سیڑھی کو بڑی تیزی سے عبور کر کے پوری امت کو فتنہ میں مبتلا کرے گا ان اہل دل حضرات میں سے مصنف ہذا جناب مولانا احمد ابو عبد الرحمن غلام دستگیر قصوری حنفی تھے جنہوں نے ''براہین احمدیہ'' کی ہفوات پر عالمانہ فاضلانہ تحقیقات کیں۔'' (اللہ وسایا، مولانا، قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کیس رگزشت، ص228)

کتاب کی ابواب بندی، فصول بندی نہیں ہے البتہ علامہ قصوریؒ نے پہلے وہ الہامات و دعاوی قادیانی جو ''براہین احمدیہ'' میں کیے گئے تھے ان کو 47 کی تعداد میں درج کیا ہے پھر ان الہامات قادیانی اور مرزائیت کے دعوؤں کے بخیے اُدھیڑ کر رکھ دیے ہیں۔

اس طرح قادیانیت پر تحریری حوالہ سے اوّلیت کا سہرا پوری امت مین اہل سنت و جماعت کے سرخیل علامہ غلام دستگیر یہ قصوریؒ کے سر ہے جس کیتمام مسالک کے علماء اپنی کتاب میں معترف ہیں۔

مفتی محمد امین قادریؒ کا مرتب کردہ انسائیکلو پیڈیا ''عقیدہ ختم النبوۃ'' کی پہلی جلد میں سب سے پہلی یہی کتاب ہے۔

عالمی مجلس تحفظ نبوت کراچی کی جانب سے ''فتاویٰ ختم نبوت'' اگست 2012ء تین جلدوں مین شائع کیا گیا ہے اس کی دوسری جلد میں بھی ''تحقیقاتِ دستگیریہ فی رد ہفوات براہینیہ'' اور عربی حصہ ''رجم الشیاطین براغلوطات البراہین'' کو اکٹھا شائع کیا گیا ہے۔

احتسابِ قادیانیت جلد 10 ویں مین بھی شائع شدہ ہے۔

ختم نبوت اور قائداعظمؒ

محمد حنیف شاہد

قائداعظمؒ محمد علی جناحؒ کی ذات پر بعض حلقے تنقید و تنقیص کرتے رہتے ہیں اور قابل افسوس یہ بات ہے کہ وہ مسلمان اور پاکستانی ہیں۔ ہمارے خیال میں اس کی بنیادی وجہ ان لوگوں کی غلط فہمی، کم علمی اور کم فہمی ہے کہ انھوں نے قائداعظم کی شخصیت اور سیرت و کردار کا دلجمعی اور صدق دل سے مطالعہ نہیں کیا۔ اگر وہ دلچسپی اور ایمانداری سے آپ کے ارشادات، افکار اور نظریات کا مطالعہ کرتے تو ان کی غلط فہمی ختم ہو جاتی۔

ہم قائداعظم کی زندگی کے ابتدائی تیرہ سال کے دوران ان کی اسلام پیغمبر اسلام ﷺ اور اسلامی اداروں سے محبت اور شیفتگی کے حوالے سے بنیادی معلومات کا ذکر کرتے ہیں جن سے بڑی آسانی سے نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ وہ سچے اور پکے مسلمان تھے۔ پہلے وہ مسلمان تھے باقی سب کچھ بعد میں۔

قائداعظم ایک اسلامی گھرانے میں 25 دسمبر 1876ء کو پیدا ہوئے اور آپ کا نام محمد علی رکھا گیا۔ آپ نے قرآن کریم کی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ آپ 4 جولائی 1887ء کو سندھ مدرستہ الاسلام میں داخل ہوئے، پھر آپ بمبئی تشریف لے گئے اور آپ کی خالہ نے آپ کو انجمن اسلام سکول بمبئی میں داخل کروایا۔ اس کے بعد آپ 23 دسمبر 1892ء کو از سر نو سندھ مدرستہ الاسلام میں داخل ہوئے۔

نومبر 1892ء کے پہلے ہفتے میں آپ کاروباری تعلیم کے لیے گراہمز شپنگ اور ٹریڈنگ کمپنی لندن کے لیے روانہ ہوئے۔ 5 جون 1893ء کو آپ نے لنکنز اِن میں داخلہ لیا۔ یہ روایت قابل قدر اور غور طلب ہے کہ آپ نے لنکنز اِن میں داخلہ صرف اور صرف اس وجہ سے لیا کہ اس کے صدر دروازے پر دنیا کے چوٹی کے قانون دانوں میں سرفہرست حضرت محمد ﷺ کا نام نامی مکتوب تھا۔ یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہیے کہ لندن میں چار لا سکولز

تھے لیکن آپ نے ان میں سے لنکنز اِن کا انتخاب کیا۔ 14 اپریل 1896ء کو آپ نے اپنا نام محمد علی جناح بھائی تبدیل کر کے محمد علی جناح رکھا۔ 29 اپریل 1896ء کو آپ نے بازایٹ لا کر لیا۔ اگست 1896ء کے پہلے بمبئی ہائی کورٹ میں اپنا نام رجسٹر کروالیا تا کہ بطور ایڈووکیٹ وکالت کرسکیں۔

یہ بات توجہ طلب ہے کہ محمد علی جناح نے سب سے پہلے جس اجلاس میں شرکت کی، وہ ''انجمن اسلام'' کا اجلاس تھا جو جسٹس بدرالدین طیب جی، جج بمبئی ہائی کورٹ کی صدارت میں 8 جولائی 1897ء کو بمبئی کالج ہال میں منعقد ہوا۔

محمد علی جناح کی ابتدائی سیاسی زندگی کا قابل قدر واقعہ جسے ہم ''کارنامہ'' کہہ سکتے ہیں، وہ انڈین نیشنل کانگریس کے پلیٹ فارم سے ''قانون محمدی ﷺ'' جو ''وقف علی الاولاد بل'' کے نام سے معروف ہے، ایک قرارداد کی صورت میں پیش کی اور اسے منوایا۔ اس ضمن میں آپ کے سیکرٹری مطلوب الحسن کا بیان قابل توجہ ہے۔ ان کا کہنا ہے:

"In this memorabel session of the Congress, held in Calcutta, was present Mohammad Ali jinnah, known to be acting as PRIVATE SECRETARY to Dadabhai Naoroji. He was already reckoned as a "rising lawyer" and a coming "politician" . For, true to his early teaching, and fired no doubt by the virile patriotism of man like the lion - hearted Pherozsbah Mehta and the indomitable Gokhale, he had long already joined the ranks of the National Congress and regularly attended its annual gatherings. Incidentaly, it is interesting to note his "maiden speech' at this National Assembly was made in connection with "WAKF-ALAL-AULAD"--a Message that was later to bring his 'NAME' into such "Prominence."

یہی وہ ”قانون محمدی ﷺ“ ہے جس کو آپ نے قانونی حیثیت دینے کے لئے 1911ء میں پریوی کونسل میں پیش کیا اور پھر 1913ء میں اپنی قانونی قابلیت اور زبردست قوت استدلال کی مدد سے یہ بل منظور کروالیا اور وائسرائے ہند نے بھی اس کی توثیق کر دی۔ جب یہ بل منظور ہو گیا تو محمد علی جناح کی بڑی واہ واہ ہوئی۔ مبارکباد دینے والوں میں سرفہرست مسز سروجنی نائیڈو تھیں۔ ان کے بقول ”اس کارنامے کے باعث پہلی مرتبہ محمد علی جناح کو سارے ملک کے مسلمانوں کا اعتراف میسر آیا۔ اس کارنامے کے کچھ ہی عرصہ بعد ان کے اکثر ہم مذہب سیاسی مشورے اور راہنمائی کے لیے ان سے رجوع کرنے لگے۔

آپ کے دل میں مسلمانانِ ہند کے لیے ایک ”نرم گوشہ“(Soft Corner) تھا جس کا خصوصی طور اظہار پر وہ 26 تا 29 دسمبر 1906ء کو منعقد ہونے والے انڈین نیشنل کانگریس کے اجلاس میں کر چکے تھے جس میں آپ دادا بھائی نوروجی کے پرائیویٹ سیکرٹری کی حیثیت سے شریک ہوئے، لیکن 8 جنوری 1907ء کو آپ جب انڈین مسلمز ایسوسی ایشن (Indian Muslims Association) کے وائس پریذیڈنٹ (نائب صدر) منتخب ہوئے تو آپ نے کلکتہ میں ایک میٹنگ کا اہتمام کیا تاکہ دوسرے مذاہب کے لوگوں کے ساتھ دست تعاون بڑھا کر مسلمانوں کی سیاسی اور معاشی ترقی کے لیے راہیں نکالی جائیں، نیز مسلم فرقے کی خصوصی تکالیف اور ان کے مفادات اور مطالبات کا حل تلاش کیا جائے۔

فروری 1907ء کے آغاز میں آپ انجمن ضیاالاسلام بمبئی کی ایگزیکٹو کمیٹی کے رکن منتخب! ہوئے جس کے نتیجے میں آپ نے مولانا محمد علی جوہر کی معیت میں انجمن ضیاالاسلام کی وساطت سے متعدد دوسری انجمنوں سے روابط استوار کیے۔ 8 اکتوبر 1907ء کو محمد علی جناح نے انجمن ضیاالاسلام بمبئی کے اجلاس میں شرکت کی اور جو مختلف امور زیر بحث آئے، ان پر رائے زنی کی۔

1935ء کے آغاز میں ”ختم نبوت“ کا مسئلہ شدت اختیار کر گیا۔ اسی زمانے میں

علامہ سر محمد اقبال نے ''اسلام اور قادیانیت'' کے حوالے سے اخبار ''لائٹ'' اور ''سٹیٹس مین'' (10 جون 1935ء) کے نام مکاتیب کے علاوہ پنڈت جواہر لال نہرو کے نام مکتوب (محررہ 21 جون 1935ء) اور ''اسلام اور احمدیت'' (مطبوعہ جنوری 1936ء) اور "Jewish Integrity Under Forman Rule" (محررہ 22 جون 1935ء) تحریر فرمائے۔ پنڈت نہرو کے نام مکتوب میں آپ نے دوٹوک الفاظ میں لکھا:

"I have no doubt in my mind that the 'Ahmadis' are 'Traitors' both to 'Islam' and to India."

علامہ ڈاکٹر محمد اقبال ان دنوں انجمن حمایت اسلام لاہور کے صدر تھے۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ جو انجمن کی جنرل کونسل کے رکن تھے اور قادیانی تھے، انجمن کے اجلاس کے دوران حرکت قلب بند ہونے سے انتقال کر گئے۔ جب انجمن کی جنرل کونسل کے اجلاس میں مسئلہ ختم نبوتؐ اٹھا تو علامہ اقبال نے یہ تحریک پیش کی کہ ''انجمن حمایت اسلام واضح اور غیر مبہم طور پر اعلان کرے کہ آئندہ انجمن کا کوئی رکن قادیانی نہیں ہوگا۔ نیز یہ کہ انجمن ''ختم نبوت'' کے حوالے سے اپنی پالیسی کا اعلان خصوصی طور پر اخبارات میں کرے''

چنانچہ جنرل کونسل نے 2 فروری 1935ء کو اخبارات کے لیے جو اعلان ارسال کی اس میں لکھا:

''دین حقہ اسلام کے قبول کرنے والوں کا نام حضرت ابراہیمؑ نے ''مسلم'' رکھا۔ یہی اسلام خاتم النبیین، افضل المرسلین حضرت محمد مصطفی ﷺ کی بعثت کے ساتھ مکمل اور کامل ہوگیا اور ہدایت کی نعمت خدائے پاک کی طرف سے اس پیغام کے ساتھ مکمل ہوگئی جو رسول مقبول ﷺ کے ذریعہ بنی نوع انسان کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہنچایا گیا اور جس کا نام ''قرآن مجید'' رکھا گیا۔ قرآن اور مسلمانوں کی دینی تاریخ اس امر کی شاہد ہیں کہ مسئلہ ''ختم نبوت'' دین اسلام کا ایک اساسی اصول ہے اور تمام اسلامی فرقے اس پر متفق ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی بعثت کے ساتھ دین مکمل ہوگیا اور اصول خاتمیت کی کوئی تاویل گوارا نہیں کی جا سکتی۔ سب فرقے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ کوئی ہستی پیغمبر عربی ﷺ کے بعد دنیا میں بحیثیت نبی ظاہر

نہیں ہوسکتی اور خواہ ان کے مابین کتنے ہی ضمنی یا فروعی اختلافات کیوں نہ ہوں، وہ محمد مصطفی ﷺ کی خاتمیت کے قائل ہونے کی حیثیت سے قرآن پاک کو آخری وحی ماننے کی حیثیت سے اسلام کا جزو ہیں۔انجمن حمایت اسلام اپنے دائرے میں ہر ایسے مسلمان کو لیتی رہے گی۔"

اسی زمانے میں سید سرور شاہ گیلانی ناظم تحریک تنظیم مساجد لاہور نے "ختم نبوت" کے حوالے سے برصغیر کی نامور اور مقتدر شخصیات کی طرف سے نہ صرف بیانات جاری کروائے بلکہ ان کے لیکچروں کا اہتمام بھی کیا اور بعد ازاں ان لیکچروں کو کتابچوں کی صورت میں تحریک کی جانب سے شائع کیا۔ان میں سرفہرست نام محمد علی جناح کا تھا۔ترتیب حسب ذیل ہے:

☆ رحمت للعالمین ﷺ از محمد علی جناح
☆ میر حجازؐ از مولانا ظفر علی خاں
☆ ختم نبوت از علامہ ڈاکٹر محمد اقبال/علامہ عبداللہ یوسف علی
☆ اور مرزا سر ظفر علی جج پنجاب ہائی کورٹ لاہور
☆ سرورِ دو عالمؐ از ڈاکٹر محمد عالم بار ایٹ لاء
☆ نورِ کاملؐ از علامہ عبداللہ یوسف علی
☆ ظہور قدسیؐ از چودھری افضل حق
☆ پیغمبرؐ از چودھری چھوٹو رام

"رحمت للعالمین" جیسا کہ فہرست سے مترشح ہے،اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔یہ وہ تقریر سیرت ہے جو محمد علی جناح (اس وقت قائد اعظم کا خطاب آپ کے نام کے ساتھ نہیں لگا تھا) نے انگریزی میں پیش کی لیکن بعد ازاں سید سرور شاہ گیلانی،ناظم تحریک تنظیم مساجد لاہور نے اس کا اُردو ترجمہ کتابچے کی صورت (مشتمل پر سولہ صفحات) میں شائع کیا۔

سید سرور شاہ گیلانی (علیگ) نے یہ سلسلہ تقاریر اس وقت شروع کیا جب تحریک

ختم نبوت ﷺ زوروں پر تھی، نیز فتنۂ قادیانیت بھی ملت اسلامیہ کے لیے دردِ سر بنا ہوا تھا اور سادہ لوح مسلمان اس کا شکار ہو رہے تھے۔ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے اپنی زیر نظر تقریر ''سیرت رحمت للعالمین ﷺ'' کے آخری پیرا میں آقائے نامدار۔ سرور دو جہاں، حضور اکرم ﷺ کو ''پیغمبر آخر الزماں ﷺ اور ''رحمت للعالمین ﷺ'' کے معزز القابات سے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

حضور اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل دنیا کے مختلف حصوں اور وقتوں کے لیے انبیائے کرام تشریف لاتے رہے۔ ان کی تعلیم عالمگیر نہ تھی اور عالمگیر ہو بھی کیسے سکتی تھی جبکہ انسانیت کو ارتقائی منازل طے کرنے میں ابھی بہت وقت درکار تھا۔ بالآخر ہمارے ہادی عالم ﷺ کا ورود مقدس اس وقت ہوا جب دنیا ایک ایسی منزل پر پہنچ چکی تھی جہاں سے وہ حقائق و معارف کے تمام امور سمجھنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔ اس لیے ہمارے ''پیغمبر آخر الزماں ﷺ'' کو ''رحمت اللعالمین'' کے معزز لقب سے خالق اکبر نے سرفراز فرمایا۔''

یہ عجیب اتفاق یا حسن اتفاق ہے کہ فروری 1936ء میں بحیثیت صدر انجمن حمایت اسلام لاہور علامہ ڈاکٹر محمد اقبال نے یہ تحریک پیش کی کہ ''انجمن واضح اور غیر مبہم الفاظ میں اعلان کرے کہ آئندہ انجمن کا کوئی رکن قادیانی نہیں ہوگا۔''

مئی 1944ء میں قائداعظم محمد علی جناح نے اس ضمن میں اپنے مؤقف کی وضاحت بذریعہ مکتوب مرقومہ 5 مئی 1944ء کے ذریعے کر دی تھی لیکن 10 جون 1944ء کو سری نگر سے مسلم لیگ اور قادیانیوں کے بارے (رکنیت مسلم لیگ) میں حسب ذیل بیان اخبارات کو جاری کرنا پڑا۔ مقصد یہ تھا کہ کوئی قادیانی مسلم لیگ کا رکن نہیں بن سکتا۔ آپ نے اپنے مکتوب میں تحریر فرمایا:

''میں نے دیکھا ہے کہ اخبارات کے بعض حلقوں میں پھر اکبر علی ایم ایل اے کے ساتھ میری ملاقات کے ضمن میں بہت سے الجھاؤ پیدا کیے جا رہے ہیں اور غلط ترجمانی ہو رہی ہے۔ میں اس امر کو واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں نے اپنی ملاقات کے دوران ان پر

پھر یہ واضح کر دیا تھا کہ جہاں تک آل انڈیا مسلم لیگ کا تعلق ہے، ہم اپنی تنظیم کے دستور کی (متعلقہ) شق کے تابع ہیں اور میں اس کے سوا کچھ نہیں کرسکتا کہ اس بات کی نشاندہی کروں کہ اپنے دستور کے مطابق آل انڈیا مسلم لیگ کی ابتدائی شاخ کی رکنیت کے امیدوار کو مسلمان ہونا چاہیے، وہ برطانوی ہند کا باشندہ ہو اور اس کی عمر 18 برس سے کم نہیں ہونی چاہیے ۔یہ بالکل غلط ہے کہ میں نے ناظر امور عامہ خارجہ، قادیان کا مکتوب موصول ہونے پر کسی ایسی بات سے اتفاق کیا ہو کہ دستور سے انحراف کرنا میرے اختیار میں ہے ۔میں نے اپنے مکتوب مرقومہ 5 مئی 1944ء میں اپنے مؤقف کی وضاحت کر دی تھی"۔

علامہ اقبال اور قائداعظم کے بیانات سے واضح ہو جاتا ہے کہ دونوں زعما منکرین ختم نبوت قادیانیوں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے تھے۔

بشکریہ: اِسلام کا سفیر، مرتب: محمد متین خالد

خراج تحسین و آفرین

"قادیانیت پر آخری ضرب نمبر"

کی اشاعت صحافتی دنیا میں ایک گراں قدر کارنامہ

سید صابر حسین شاہ بخاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین

محبی مخلصی خواجہ غلام دستگیر فاروقی صاحب زید مجدہ کسی تعارف کے محتاج نہیں، آپ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور رد قادیانیت میں نمایاں طور پر سامنے آئے ہیں، الحمد للہ، آپ نے نہایت قلیل عرصہ میں ختم نبوت کے محاذ پر اپنے علم و قلم کی جولانیاں اور روانیاں دکھائی ہیں آپ نے ''ادارۃ المنتہیٰ پاکستان،، کا قیام عمل میں لایا اور اس کے تحت نہ صرف جامعہ رحمت لاہور میں ختم نبوت کورس جاری و ساری فرمایا بلکہ مملکت خداداد پاکستان کے مختلف دیہاتوں اور شہروں میں ختم نبوت کانفرنسوں کا انعقاد کروایا اور رد قادیانیت کے موضوع پر کتب و رسائل کی تقسیم فرما کر عوام الناس کو عقیدہ ختم نبوّت کی حفاظت کا شعور بخشا۔ ماشاء اللہ، آپ خود صاحب علم و قلم ہیں اور آپ کے راہوار قلم سے کئی کتب و رسائل منصہ شہود پر آچکے ہیں۔

- " آئینہ قادیانیت" کے عنوان سے آپ کی ایک مختصر اور جامع تحریر ہے جس میں آپ نے طائفہ قادیانیت کو ان کی اپنی تحریروں سے آئینہ دکھا دیا ہے۔۔ آئینہ دکھایا تو برا مان گئے۔
- اہل حدیث مکتبہ فکر کے ڈاکٹر بہاء الدین نے جب فاتح قادیان حضور قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ پر بے جا تنقید کی تو آپ نے " تاجدار گولڑہ اور جہاد ختم نبوت" کے عنوان سے اس کے تعاقب میں ایک خوب صورت کتاب مرتب فرمائی جس میں مشاہیر اہل علم و قلم کے مقالات جمع فرما کر معترض کے تمام اعتراضات و تنقیدات کا نہایت مسکت اور مدلل جواب

دے دیا ہے۔

❁ ”پیش گوئیاں“ میں آپ نے فتنۂ قادیانیت کے بارے میں اکابر علماء ومشائخ کے مکاشفات جمع فرمائے ہیں۔۔۔اسی طرح ”سوز دل“ اور ”انصاف کیجیے“ میں اپنا نالۂ دل اور آہ وزاری کو قارئین کے سامنے پیش کیا ہے۔آپ کی یہ دونوں تحریریں اگرچہ مختصر ہیں مگر انتہائی مفید تر اور پراثر ہیں۔

❁ آپ نے ختم نبوت کے تحفظ اور رد قادیانیت میں اکابرین اہل سنت کے جہاد بالقلم کو محفوظ کرنے کے لئے ”کتابیات ختم نبوت“ کے عنوان سے ایک ضخیم کتاب مرتب کی ہے ابھی اس کی پہلی جلد شائع ہو کر سامنے آئی ہے جس میں آپ نے نہایت محنت وتحقیق سے محافظین ختم نبوت کی پانچ سو کتب ورسائل کا مختصر مگر جامع تعارف پیش فرمایا ہے۔

❁ ”ادارۂ المنتہیٰ پاکستان“ کے ہی زیر اہتمام آپ نے اپریل 2017ء سے سہ ماہی ”المنتہیٰ“ جاری کیا ہوا ہے جو الحمد للہ نہایت آب وتاب سے مطلع صحافت پر طلوع ہو رہا ہے اب تک اس کے پندرہ شمارے اشاعت پذیر ہو چکے ہیں۔آخر الذکر چودھواں اور پندرہواں شمارہ مشترکہ ہے یہ دونوں شمارے یکجا ہو کر ”قادیانیت پر آخری ضرب نمبر“ کی صورت میں سامنے آئے ہیں۔علامہ پروفیسر سید شاہ فرید الحق قادری جنیدی رحمۃ اللہ علیہ (پ: 1352ھ/ 1933ء۔۔۔م: 1433ھ/ 2011ء) نے سات ستمبر 1974ء کے تاریخی فیصلہ کی مختصر روئیداد ایک مقالہ ”قادیانیت پر آخری ضرب“ کے عنوان سے ترتیب دی جسے شہرت عام اور بقائے دوام حاصل ہوا۔محبی خواجہ غلام دستگیر فاروقی نے پہلی مرتبہ عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے اس تاریخی دستاویز کو بیک وقت تینوں زبانوں اردو، عربی اور انگریزی میں سہ ماہی ”المنتہیٰ“ کی اس خصوصی اشاعت میں منظر عام پر لے کر آئے ہیں۔یہ خصوصی اشاعت مجلد ہے اور صوری اور معنوی لحاظ سے بھی بے مثال ہے۔”قادیانیت پر آخری ضرب نمبر“ سہ ماہی ”المنتہیٰ“ کی جلد نمبر 4، شمارہ نمبر 14، 15 (جنوری تا جون 2021ء) پر مشتمل ہے۔اس کے اردو کے صفحات 55، عربی کے صفحات 63 اور انگریزی کے صفحات 52 ہیں یوں یہ خصوصی

اشاعت کل 170 صفحات پر مشتمل ہے۔حسب روایت یہ اشاعت بھی بدر المشائخ پیر خواجہ محمد بدر عالم جان صاحب زید مجدہ (زینت دربار عالیہ مرشد آباد شریف، پشاور) کی سرپرستی اور خواجہ غلام دستگیر فاروقی زید مجدہ کی ادارت میں مطلع صحافت پر جلوہ افروز ہوئی ہے۔آغاز میں محجی صاحب زادہ محمد نجم الامین عروس فاروقی صاحب زید مجدہ کی ایک نظم ہے جس میں آپ نے مجلہ" المنتہیٰ" کے بارے میں اپنے جذبات کا اظہار فرمایا ہے۔اس کا مطلع کچھ یوں ہے:

مجھے پرچہ ملا المنتہیٰ کا میں قائل ہو گیا المنتہیٰ کا

اس کا مقطع بھی دیکھتے جائیے:

راہ حق پر تو سدا چلتا رہے حق سے کرتا ہوں دعا المنتہیٰ

اس کے بعد اردو اور عربی کی تریسٹھ عنوانات پر مشتمل فہرست ہے جو قاری کے ذوقِ مطالعہ کو اپنی جانب کھینچتی ہے۔اراکین مجلہ کے اسماۓ گرامی دیئے گئے ہیں،ہدیہ تشکر کے عنوان سے ان تمام محسنین کا شکریہ ادا کیا گیا ہے جن کی کاوشوں سے یہ تاریخی دستاویز شائع ہوئی ہے۔صاحب مقالہ علامہ پروفیسر سید شاہ فرید الحق قادری جنیدی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے "انتساب" دیا گیا ہے جو قائد اہل سنت محافظ ختم نبوت علامہ مولانا حافظ قاری شاہ احمد نورانی صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے منسوب کیا گیا ہے۔پھر فاضل مرتب خواجہ غلام دستگیر فاروقی زید مجدہ کی جانب سے" اظہاریہ" پیش کیا گیا ہے جس میں آپ نے" قادیانیت پر آخری ضرب" کے تاریخی پس منظر سے پردہ اٹھایا ہے اور اسے بیک وقت اردو،عربی اور انگریزی زبانوں میں شائع کرنے کی غرض و غایت کو احاطہ تحریر میں لایا ہے۔اس بعد Last Blow to Qadiyaniyat کا اردو ترجمہ ڈاکٹر حامد علی علیمی کے قلم سے دیا گیا ہے اور آخر میں علامہ پروفیسر سید فرید الحق قادری جنیدی کے قلم فیض کے اثر سے انگلش میں اصل مقالہ دیا گیا ہے جس پر ڈاکٹر حافظ خورشید احمد قادری نے جدید تقاضوں کے مطابق کام کر کے مقالہ کی افادیت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔اس کے بعد علامہ پروفیسر سید شاہ فرید الحق قادری جنیدی رحمۃ اللہ علیہ کے قلم فیض اثر سے اردو زبان میں اصل مقالہ" قادیانیت پر آخری ضرب" دیا گیا ہے۔اس کے بعد

اس کا عربی میں ترجمہ ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری کے قلم سے دیا گیا ہے اور آخر میں المختصر سات ستمبر 1974ء کے تاریخی فیصلہ کی یہ روئیداد ردّ قادیانیت میں نہایت تاریخی دستاویز ہے جسے بیک وقت تینوں زبانوں میں محفوظ کیا گیا ہے اس سے نہ صرف اردو خواں طبقہ بلکہ اہل عرب اور مغربی دنیا بھی بیک وقت مستفیض ہو سکے گی ختم نبوت کے تحفظ اور رد قادیانیت کے حوالے سے اس دستاویز کی اشاعت صحافت دنیا میں ایک احسن اقدام اور گراں قدر کارنامہ ہے جسے ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔اس تاریخی دستاویز کو نہایت آب وتاب سے منصہ شہود پر لانے پر خواجہ غلام دستگیر فاروقی کی خدمت میں فقیر ہدیہ تبریک اور مبارک باد پیش کرتا ہے۔اللھم زد فزد۔یہ دستاویز ہر لائبیر یری بلکہ ہر اس باذوق مسلمان کے گھر میں ہونی چاہیے جو ختم نبوت کے تحفظ اور رد قادیانیت میں مصروف عمل ہیں۔اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل آپ کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازے اور اسے شہرت عام اور بقائے دوام بخشے،آپ کے علم وقلم میں مزید برکتیں عطا فرمائے۔اس کے معاونین اور قارئین کو بھی اپنے حفظ وامان میں رکھے اور ہم سب کا خاتمہ بالخیر فرمائے آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریتہ واولیاء امتہ وعلماملتہ اجمعین۔

دعاگو ودعاجو۔۔۔گدائے کوئے مدینہ شریف،احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ"خلیفہ مجاز بریلی شریف" سرپرست اعلیٰ ماہ نامہ مجلہ الخاتم انٹرنیشنل،سرپرست اعلیٰ" ہماری آواز" مدیر اعلیٰ الحقیقہ،ادارہ فروغ افکار رضا وختم نبوت اکیڈمی برھان شریف ضلع اٹک پنجاب پاکستان پوسٹ کوڈ نمبر 43710 (11 رمضان المبارک 1442ھ/24 اپریل 2021ء بروز ہفتہ بوقت 6:48 قریب الافطار)

"قادیانیت پر آخری ضرب نمبر"

تبصرہ: صادق علی زاہد

(بانی: ختم نبوت ریسرچ سنٹر ننکانہ صاحب)

سہ ماہی مجلہ المنتہیٰ کا "قادیانیت پر آخری ضرب" نمبر Last blow to Qadyaniyat (قادیانیت پر آخری ضرب) کے مصنف مردحق پروفیسر سید شاہ فریدالحق یکم جولائی ۱۹۳۳ء کو یوپی بلیا کے قصبہ سکندر پور (بھارت) پیدا ہوئے۔ آپ نے ۱۹۵۸ء میں پاکستان ہجرت کی اور کراچی میں سکونت اختیار کی۔ آپ انگریزی زبان پر مکمل عبور رکھتے تھے اور اپنی زندگی کا زیادہ تر حصہ علامہ شاہ احمد نورانی کی رفاقت میں نظام مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نفاذ کی جدوجہد کرتے ہوئے گزارا۔ ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں ملیر (کراچی) کے صوبائی حلقہ سے الیکشن میں حصہ لیا اور تاریخی کامیابی حاصل کی اور سندھ اسمبلی میں جے یو پی کے پارلیمانی لیڈر اور قائد حزب اختلاف منتخب ہوئے۔ آپ نے مذہبی و سیاسی موضوعات پر انگریزی زبان میں کئی کتب تحریر کیں۔ نیز امام احمد رضا فاضل بریلوی کے ترجمہ قرآن "کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن" کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔ جب ۱۹۷۴ء کی تحریکِ ختم نبوت عروج پر تھی تو ۲۳ جون ۱۹۷۴ء کو آپ نے بطور رکن و قائد حزب اختلاف سندھ اسمبلی، قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی تحریک پیش کرنے کا نوٹس اسمبلی میں دیا۔ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو جب قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا تو بیرونی دنیا اور انگریزی دان طبقے کو قادیانیت کی ہولناکیوں سے آگاہ کرنے کے لئے آپ نے کتاب Last blow to Qadyaniyat تحریر کی اور یورپ، امریکہ، ساؤتھ افریقہ، نیروبی، ماریشس سمیت دیگر کئی ممالک کا دورہ کر کے وہاں کی حکومتوں اور مقتدر لوگوں کو قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے حکومتی فیصلے سے آگاہ کیا۔ عالمی دورے سے

واپسی پر عمرہ کی سعادت حاصل کی روضہ رسول پر حاضری دی۔ خداداد صلاحیتوں اور قائد ملت اسلامیہ الشاہ احمد نورانی صدیقی کی رفاقت کی بدولت آپ نے ردِ قادیانیت پر مضبوط علمی اور تحریکی اُمور سرانجام دیئے۔آپ نے پیر 30 محرم الحرام 1433ھ بمطابق 26 دسمبر 2011ء کو کراچی میں رحلت فرمائی۔ Last blow to Qadyaniyat اُس تفصیلی کارروائی کا اجمال ہے جو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے قومی اسمبلی پاکستان میں جاری رہی۔ پروفیسر شاہ فرید الحق نے فیصلہ قومی اسمبلی مصدرہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے فوری بعد اسے مرتب کیا۔ اس تاریخی دستاویز کی ہمہ گیریت کے پیش نظر 1987ء میں جناب ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری صاحب نے اسے عربی قالب میں ڈھالا۔ جبکہ معروف محقق جناب ڈاکٹر حامد علی علیمی صاحب نے اردو دان طبقہ کو اس خوان نعمت سے شاد کام کرنے کے لئے ۲۰۱۳ء میں اسے اردو جامہ پہنا دیا۔ تاہم مختلف ادوار میں شائع ہونے والے، انگریزی، عربی اور اُردو ایڈیشن الگ الگ کتابی صورتوں میں الگ الگ ادوار میں بازار میں دستیاب رہے۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ مختلف زبانوں میں شائع شدہ یہ تاریخی علمی ورثہ یکجا میسر ہو جائے۔

گذشتہ تقریباً چار برس سے عقیدہ ختم نبوت پر علمی و تحقیقی مواد شائع کر کے نیک نامی حاصل کرنے والے مجلہ ''المنتہیٰ'' کی علم دوست انتظامیہ نے مدیر مجلہ جناب خواجہ غلام دستگیر فاروقی صاحب کی تحریک پر Last blow to Qadyaniyat کا انگریزی متن ہمراہ اُردو ترجمہ بعنوان ''قادیانیت پر آخری ضرب'' اور عربی قالب بعنوان ''القادیانیۃ اقلیۃ غیر مسلمۃ'' یکجا بطور ''خاص نمبر مجلہ المنتہیٰ'' شائع کرنے کا سہرا اٹھایا۔ انتظامیہ کی مسلسل محنت و کاوش سے یہ علمی خزینہ سہ ماہی مجلہ المنتہیٰ (جنوری تا جون 2021ء) کی خصوصی اشاعت ''قادیانیت پر آخری ضرب نمبر'' کی صورت میں 170 صفحاتی (اردو اور عربی حصہ کے 118 صفحات اور انگریزی حصہ کے 52 صفحات) مضبوط و دیدہ زیب جلد میں مجلد ہو کر منصہ شہود پر آیا ہے۔ اس طرح انگریزی، عربی اور اردو زبانوں سے مانوس لوگوں کی اس اہم علمی دستاویز تک بیک وقت رسائی ممکن ہوگئی۔

Last blow to Qadyaniyat کے فاضل مؤلف نے قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو

غیر مسلم اقلیت قرار دئیے جانے کا پس منظر بیان کرتے ہوئے مرزا قادیانی کے گمراہ کن کفریہ عقائد کی ایک جھلک پیش کرنے کے ساتھ نوزائیدہ مملکت پاکستان میں قادیانی بزجمہروں کی کارستانیوں کی نقاب کشائی کر کے قادیانیت کا اصل چہرہ ننگا کر کے دکھادیا ہے۔قادیانی تحریک کے جنم دن سے ہی علمائے اسلام نے اس کی بیخ کنی کے لئے جو کاوشیں کیں اُن کا اجمالی خاکہ پیش کر کے فاضل مؤلف نے اس تحریک قائدین و کارکنان کی بلند حوصلگی کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔قادیانی تابوت پر آخری ضرب کا نقطہ آغاز بننے والے سانحہ ربوہ کا بقدر ضرورت ذکر کرنے کے بعد آپ نے قومی اسمبلی کے تاریخی فیصلہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء پر قدرے تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔اپنی تحریر کا اختتام آپ نے اُمت مسلمہ کے نام اس اپیل سے کیا ہے کہ قادیانیت جو کہ ایک گمراہ کن اور کفریہ عقائد کا پیرو کار گروہ ہے۔اس کو کافر قرار دینے کے لئے قومی اسمبلی نے جو تارخ ساز فیصلہ کیا ہے اس کی پرزور تائید کی جائے اور اس کافر گروہ کی سازشوں کا پردہ چاک کرتی علمائے اسلام کی تحریروں سے سبق حاصل کیا جائے۔

مجلہ ''المنتہیٰ'' کی انتظامیہ یہ تاریخی علمی کارنامہ سرانجام دینے پر ازحد مبارک باد کی مستحق ہے۔

تبصرہ

”مرزا قادیانی حاضر ہو“

قادیانیت: قانونی شکنجے میں

محمد متین خالد

ایک کرشماتی اور عہد ساز شخصیت جناب محمد ثاقب رضا قادری (ایڈووکیٹ) گوناں گوں خوبیوں کے مالک ہیں۔ وہ قصر قادیانیت کو لرزہ براندام کرنے والے ہمارے اکابرین کی یادگار ہیں۔ تحفظ ختم نبوت کے موضوع پر ان کے علمی اور تحقیقی کارناموں کی گونج ہر مکتبۂ مفکر میں سنائی دیتی ہے۔ ان کی سب سے بڑی خاصیت یہ ہے کہ وہ جس موضوع پر قلم اُٹھاتے ہیں، اُس کا حق ادا کر دیتے ہیں۔ وہ کئی کتابوں کے مصنف و مرتب ہیں جن مین تحریک ختم نبوت اور نوائے وقت، ردّ قادیانیت اور سُنّی صحافت (تین جلدیں)، تحریک ختم نبوت 1974ء اور غازیانِ ناموسِ رسالت سب سے نمایاں ہیں۔

زیرِ نظر کتاب ”مرزا قادیانی حاضر ہو“ جناب ثاقب قادری کی تازہ تالیف ہے جو فتنۂ قادانیت کے تعاقب میں مختلف تحقیقی کاوشوں کو ایک نئی زندگی عطا کرتی ہے۔ یہ کتاب آٹھ اہم مقدمات کی مستند اور اجمالی روداد کا آئینہ ہے جس میں آنجہانی مرزا قادیانی کا انگریزی عدالتوں میں خجالت و ذلالت کا دلچسپ ذکر ہے۔ کئی عدالتوں سے اُسے جرمانے کی سزا سنائی گئی، کئی عدالتوں میں اس نے بیان حلفی دیا کہ وہ آئندہ اپنے مخالفین کے خلاف کسی قسم کی کوئی ”الہامی“ دھمکی نہیں دے گا اور کسی کے نقصان کی ”آسمانی پیش گوئی“ نہیں کرے گا۔ اس سلسلہ میں مسٹر جے ایم ڈوئی ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی عدالت میں مرزا قادیانی کا اقرار نامہ جو معافی نامہ بھی ہے، دلچسپ اور پڑھنے کے لائق ہے باوجود یکہ آنجہانی مرزا قادیانی سیالکوٹ کی کچہری میں منشی گیری بھی کر چکا تھا، اس کے باوجود اس اقرار نامے میں ایسے الفاظ اور جملے موجود ہیں جو اُس کے دروغ گو ہونے کا جیتا جاگتا ثبوت ہیں۔ یہ اقرار نامہ مرزا قادیانی کی پُر پیچ ذات اور مالیخولیا زدہ دماغی صحت کے مخفی اور تاریک گوشوں کو بھی بے نقاب کرتا ہے۔ ایک اور مقدمہ میں آنجہانی مرزا قادیانی نے انکم ٹیکس سے بچنے کے لیے عدالت میں جو جھوٹے بیاناتِ حلفی جمع کرائے، وہ تاریخ کا حصہ ہیں۔ معافی نامہ نما اقرار نامہ ہو یا انکم ٹیکس

چوری کے لیے عدالت میں جمع کرائے گئے جھوٹے بیاناتِ حلفی، مرزا کے کذاب ہونے کی نہ صرف بین دلیل ہیں بلکہ مرزا قادیانی کے مبنی بر لغویات و خرافات ''الہامی دعووٗں'' کا پول کھول کر رکھ دیتے ہیں۔ ہمیں مرزا کی ان مضحکانہ حرکات پر رتی بھر حیرت نہیں کیونکہ ہر دَور کے جھوٹے مدعیان نبوت جعلسازی، دھوکہ دہی اور فریب زَنی پر مبنی ایسی حرکات وسکنات کرتے رہے ہیں۔ حیرت تو اس بات پر ہے کہ اس قسم کے فاتر العقل کارٹون نما اشخاص کو بھی پیروکاروں کا ایک غول مل جاتا ہے۔

''مرزا قادیانی حاضر ہو'' میں قادیانیت کی دسیسہ کاریوں، عیاریوں، مکاریوں اور گنجلک ''اداکاریوں'' کو جس شرح و بسط کے ساتھ پیش کیا گیا ہے، وہ ہوش ربا بھی ہے اور چشم کشا بھی۔ ڈھٹائی کی انتہا تو یہ ہے کہ گذشتہ چند عشروں سے قادیانی لٹریچر میں مرزا قادیانی سے متعلقہ مقدمات کو تحریف و تبدل کے بعد شائع کیا جا رہا ہے جو اپنی جگہ ایک بدترین خیانت ہے۔ قادیانی لٹریچر کے مرتبین، مؤلفین اور مصنفین اس قبیح حرکت کے بعد یہ سمجھتے ہیں کہ وہ حقائق کو چھپانے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ اربابِ دانش جانتے ہیں کہ عدالتی ریکارڈ کل بھی محفوظ تھا اور آج بھی محفوظ ہے۔ زیرِنظر کتاب کے مطالعہ کے بعد عام ذی شعور قاری تو ایک طرف رہا، خود مرزا کے پیروکاروں کو بھی معلوم ہو جائے گا کہ ان کے ''مربیان'' مرزا قادیانی کے مقدمات کے متعلق جو مواد پیش کر رہے ہیں، وہ حقیقت کو چھپانے کی ایک ناکام کوشش ہے۔ جناب محمد ثاقب قادری کے قلم کی نشتریت نے اصل حقائق کا آئینہ تمام منصف مزاج قارئین کے سامنے رکھ دیا ہے۔ ان کی اس کتاب کی پڑھنے کے بعد مرزا قادیانی کے پیروکار بھی یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی گر کھلا

جناب ثاقب قادری صاحب ہمارے سامنے تحقیق و تدوین کا ایسا معتبر و مستند تحریری مواد پیش کرنے میں کامیاب رہے ہیں جس پر رشک آنا ایک فطری عمل ہے۔ حقیقی معنوں میں یہ کتاب مرزا قادیانی کی مضحکہ خیز شخصیت پر مزید تحقیق کرنے والوں کے لیے اہم ماخذ کی حامل ہوگی۔ تحفظ ختم نبوت کا کام کرنے والے ہر کارکن کے لیے یہ کتاب نہایت اہم اور قیمتی تحفہ ہے۔ میں جناب ثاقب قادری صاحب کو اس شاندار اور وقیع کتاب کی اشاعت پر ہدیہ تبریک و تہنیت پیش کرتا ہوں۔ میری دعا ہے کہ وہ صحت و عافیت کے ساتھ دیر اور دور تک سلامت رہیں اور ردّ قادیانیت کے محاذ پر سرگرم تک و تاز رہیں۔

منفرد و تاریخ ساز سفرنامہ

”آگاہی تحفظِ ختم نبوت“

ڈاکٹر محمد سہیل شفیق، صدرنشین، شعبہ اسلامی تاریخ، جامعہ کراچی، کراچی

پروفیسر سید شاہ فرید الحق ؒ (یکم جولائی 1933ء ۔ 26 دسمبر 2011ء) پاکستان کی دینی، سیاسی اور پارلیمانی تاریخ کے وہ فردِ فرید ہیں جنہوں نے تبلیغ دین اور تحفظِ عقیدہ ختم نبوت کے سلسلے میں حقیقتاً دامے، درمے، قدمے، سخنے ہر طرح سے اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ اپنی حق گوئی و بے باکی کے سبب جبر و استبداد کا نشانہ بھی بنے اور اسیر زنداں بھی ہوئے لیکن اُن کے پائے استقامت میں کوئی لغزش پیدا نہ ہوئی۔ شاہ فرید الحق ایک ممتاز دینی و علمی شخصیت، مترجم قرآن، ماہر تعلیم و قانون، مدرس و مصنف اور ایک مدبر سیاست دان تھے۔ علامہ شاہ احمد نورانی ؒ کے با اعتماد رفقاء میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ 7 ستمبر 1974ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی میں باتفاق رائے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کے بعد اِس بات کی اشد ضرورت تھی کہ اس فیصلے کی اہمیت سے مسلمانانِ عالم کو آگاہ کیا جائے اور اس بارے میں قادیانیوں کے منفی پروپیگنڈے کا سدِ باب کیا جائے۔ چنانچہ اس سلسلے میں ”جمعیت علمائے پاکستان“ کے رہنماؤں نے آگاہی تحفظِ ختم نبوت و ردّ قادیانیت کے سلسلے میں ایک عالمی دورہ کیا۔ اِس دورے میں علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی ؒ، مولانا عبدالستار خان نیازی ؒ، علامہ ارشد القادری ؒ اور پروفیسر شاہ فرید الحق ؒ شریکِ سفر تھے۔

اس تاریخی سفر میں اِن علماء و مجاہدین ختم نبوت نے اقصائے عالم میں اسلام اور پاکستان دشمن قادیانی سرگرمیوں کو بے نقاب کیا۔ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، کینیا، نیروبی، ممباسا، ماریشس، جزیرہ ری یونین، مانچسٹر، بریڈ فورڈ، لیسٹر، گلاسکو، لندن، نیویارک، جزیرہ کیوراساؤ، پاراماریبو،

سرینام، اسٹیٹن آئی لینڈ، ہالینڈ وغیرہ کے مختلف مقامات پر سینکڑوں تقاریر، انٹرویو اور اخباری بیانات کے ذریعے بیرون ممالک میں بسنے والے مسلمانوں کو قادیانیوں کی اسلام اور پاکستان دشمنی اور ان کے خلاف مسلمانان پاکستان کی تاریخ ساز جدو جہد سے آگاہ کیا۔ اس دورے کے نتیجے میں قادیانیوں کے 80 فیصد مراکز بند ہو گئے اور ہزاروں افراد نے قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ فالحمد للہ علی ذلک

20 دسمبر 1974ء سے 31 اپریل 1975ء تک تقریباً ساڑھے تین ماہ جاری رہنے والے اس تاریخی دورے کی روداد پروفیسر سید شاہ فرید الحق ؒ نے ایک سفرنامے کی صورت میں تحریر کی۔ سفرناموں کی تاریخ میں اسے ایک منفرد سفرنامہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ علاوہ ازیں شاہ فرید الحق ؒ کی تحریر 7 ستمبر 1974ء کے تاریخی فیصلے کی مختصر روداد بعنوان "Last Blow to Qadianiat" (قادیانیت پر آخری ضرب) بھی پیش نظر کتاب کا حصہ ہے۔ جس سے اِس تاریخ ساز جدو جہد اور قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں کی صحیح صورت حال سامنے آتی ہے۔ اِس تاریخی و تاریخ ساز سفرنامے کی تدوین و تہذیب اور اشاعت وقت کی ایک اہم ضرورت تھی، جسے معروف صحافی محمد احمد ترازی صاحب نے بحسن و خوبی پورا کر دیا ہے۔ تحفظِ ختم نبوت اور ردِّ قادیانیت کے تناظر میں اِس کتاب کی اشاعت فی نفسہٖ بہت اہمیت کی حامل ہے۔ مزید برآں ترازی صاحب کے مفید اور معلوماتی حواشی نے اِس کتاب کی قدر و قیمت کو اور بڑھا دیا ہے۔ اس اہم کتاب کی اشاعت پر فاضل مرتب و مدون اور ادارہ ورلڈ ویو پبلشرز (لاہور) لائق تحقیق و صد مبارک باد ہیں۔

رپورٹ چھٹا سالانہ ختم نبوت کورس

غلام قادر ساقی

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ہماری جان، مال اور اولاد سے بڑھ کر نبی مکرم ﷺ کی ذات ہے جو اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ کے بعد سلسلہ نبوت ختم ہو چکا عقیدہ ختم نبوت پر امت مسلمہ کا اجماع ہے یہ عقیدہ دین کی اکملیت اور کاملیت میں سے ہے ہمارے پیارے آقا ﷺ کے بعد اپنی طرف سے من گھڑت کسی کو ظلی یا بروزی ماننا یا آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے میں شک کرنا بالاجماع کفر کا ارتکاب کرنا ہے ہر دور میں منکرین ختم نبوت و رسالت نے اس اجماعی عقیدہ پر حملہ کرنے کی ناکام کوشش کی اور نئے نئے مدعیان نبوت کو لے کر سامنے آئے۔ لیکن افسوس کہ بعض حقیقت سے ناواقف لوگ جہالت کی بنا پر جو خود کو بہت بڑے دانشور اور عقل مند سمجھتے ہیں اور عوام الناس میں کھلے عام، اعلان کرتے پھرتے ہیں کہ ہم سے بڑا عقل دان کوئی نہیں ہیں۔ کہتے ہیں جی فرقہ پرستی چھوڑو بس سیدھے سادھے مسلمان بن کر رہو انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ حق کے مقابل باطل روشنی کے مقابل اندھیرا شام کے مقابلے میں سویرا دن کے مقابلے میں رات اور نور کے مقابلے میں ظلمات بھی ہیں نیکی اور بدی کا وجود ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا لیکن قانون قدرت یہ ہے کہ اندھیرا نہ ہو تو روشنی کا پتا کیسے چلے گا، شام نے سویرے کی اور رات نے دن کی قدر بڑھائی، ظلمات نے نور کی باطل نے حق کی پہچان کروائی، ابوجہل اور دیگر مشرکین مکہ کی مخالفت سے سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ کے کمالات نبوت اجاگر ہوئے کسی کی مخالفت اس وقت ہوتی ہے جب اس کا وجود ہو وجود نہ ہو تو مخالف کیسی۔ وجود آدم علیہ السلام سے ہی شیطان بھڑک اٹھا تھا۔

آج قادیانی کذاب فتنہ کی بات کی جائے تو درد اغیار کے ایجنٹوں کو ہوتا ہے۔ معلوم نہیں یہ درد کہاں کہاں ہوتا ہے۔ دل میں، دماغ میں یا پیٹ کے ایک مخصوص حصہ سے ظاہر ہوتا ہے جس سے انہیں زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔ قادیانی فرقہ کا بانی مرزا غلام احمد قادیانی

کُل امت مسلمہ کو ننگی گالیاں دے اور بازاری زبان استعمال کرے جو کہ اس کی کتابوں میں درج ہیں تو پھر بھی کوئی یہ کہے کہ جی سادھے سے مسلمان بن کر رہنا چاہیے تو پھر ایسی سادگی پر خدا کی لعنت ہو جب ایک مضبوط ایمان رکھنے والے مسلمان کی طرف سے جواب آتا ہے تو پھر انسانیت کا راگ الاپا جاتا ہے۔علماء مشائخ کو گالیاں دی جاتی ہیں آخر کیوں؟

بس ایسی بازاری زبان استعمال کرنے والے دانشور کا منہ بند کرنے کے لیے ''ادارہ المنتہیٰ پاکستان'' کی پوری ٹیم شب و روز مصروف عمل ہے اور ''ادارہ المنتہیٰ پاکستان'' کے بانی استاذ العلماء سفیر ختم نبوت حضرت خواجہ غلام دستگیر فاروقی مدظلہ (مدیر اعلیٰ مجلہ المنتہیٰ) بھی تاجدار ختم نبوت کی ختم نبوت کا تحفظ کرنے کے لیے کبھی تقریر، کبھی تحریر اور کبھی تصنیف کے ذریعے لوگوں کے مردہ دلوں میں اک نئی روح پھونکنے کے لیے اپنی زندگی کا ہر ہر لمحہ ختم نبوت کے مشن کے لیے قربان کر رہے ہیں اور حکومت وقت کے اداروں کی ختم نبوت جیسے حساس معاملہ پر نااہلی اور غداریوں کو دیکھتے ہوئے چھ سال قبل سرزمین لاہور پر جامعہ رحمت ٹاؤن شپ لاہور میں ملت کے نوجوانوں اور سادہ لو مسلمانوں میں کریم آقا کے خاتم النبیین ہونے کا شعور اجاگر کرنے کے لیے ختم نبوت کورس کا آغاز کیا۔

قارئین کرام:

گذشتہ سالوں کی طرح امسال بھی ''ادارہ المنتہیٰ پاکستان'' کے زیر اہتمام کرونا جیسی وبا کے پیش نظر حکومتی اقدامات کو مدنظر رکھتے ہوئے دو روزہ کی بجائے ایک روزہ ختم نبوت کورس کا انعقاد 28 مارچ بروز ہفتہ 2021ء کو بڑی شان و شوکت کے ساتھ کیا گیا۔صبح آٹھ سے رات گئے تک نشستیں ہوتی رہی جس میں ملک پاکستان کے نامور شیوخ الاحادیث، اساتذہ اکرام، پروفیسر، علماء، خطباء اور مقررین نے ختم نبوت اور ردِ قادیانیت کے عنوانات پر بہت ہی علمی گفتگو فرمائی۔ان تمام نشستوں میں مختلف جامعات، کالجز، اکیڈمیز، یونیورسٹی سے طلبہ نے ایس او پیز کو مدنظر رکھتے ہوئے شرکت کی۔

کورس کا اجمالاً شیڈول قارئین کی نظر میں:

نشست اول: سفیر امن مجاہد ختم نبوت پیر حافظ محمد اعظم علی نعیمی، امیر محافظان ختم نبوت

نشست دوئم: عظیم مذہبی سکالر پروفیسر علی وقار قادری، منہاج یونیورسٹی، لاہور

نشست سوئم: مجاہد ختم نبوت مرزا شمس الدین، سابق قادیانی

اس نشست میں سامعین نے شمس الدین صاحب بہت دلچسپ سوالات کیے۔

وقفہ: تین نشستوں کے بعد سامعین کے لیے مختصر سا وقفہ رکھا گیا تھا۔ جس میں ادارہ المنتہیٰ پاکستان کی طرف سے کھانے کا پر تکلف اہتمام کیا گیا تھا تمام احباب نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا اور نماز ظہر ادا کی۔

نشست چہارم: مجاہد ختم نبوت فاتح قادیانیت عرفان محمود برق

اس نشست کو خصوصی طور پر سامعین کے لیے سوالاً وجواباً رکھا گیا تھا تاکہ عوام الناس کے ذہن میں قادیانیت کے حوالہ سے جو سوالات ہیں ان کے جوابات دے کر ان کی مشکل کو حل کیا جاسکے۔

نشست پنجم: مجاہد ختم نبوت قاری ریاض احمد فاروقی

اختتامی نشست: اختتامی نشست الحمدللہ ہر سال جلسہ گاہ کی صورت اختیار کر جاتی ہیں۔ کثیر تعداد میں علماء اکرام اپنی مصروفیت کو پس پشت ڈال کر اس میں شرکت کرتے ہیں۔

<u>نامور علماء اکرام کے نام قارئین کی نظر:</u>

1۔ شیخ الحدیث والتفسیر جامع المعقول والمنقول پیر سائیں غلام رسول قاسمی، سرگودھا۔

2۔ ماہر اقبالیت ڈاکٹر طاہر حمید تنولی، لاہور۔ ان دو شخصیات نے اس نشست میں خصوصی خطاب فرمایا اور صاحبزادہ مفتی غلام مرتضیٰ ساقی صاحب نے بھی اپنے ولولہ انگیز خطاب سے سامعین کو خوب گرمایا۔ شیخ الحدیث والتفسیر مفتی محمد اسد اللہ نوری صاحب (مہتمم اعلیٰ جامعہ غوثیہ رضویہ گلبرگ ii، لاہور) یادگار اسلاف پیر طریقت حافظ محمد قاسم علی ساقی (آستانہ چشتیہ خیریہ جلال پور درس شکر گڑھ) شروع سے لے کر آخر تک مسند صدارت پر جلوہ فرما رہے اس طرح ختم نبوت کورس کی اختتامی نشست کا اختتام سید حبیب الرحمن شاہ صاحب نے تاجدار ختم نبوت کی بارگاہ میں ہدیہ درود وسلام پیش کرتے ہوئے کیا آخر میں دعا سے پہلے قبلہ خواجہ صاحب نے تمام علماء اکرام اور طلباء کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا اور سامعین کو اجازت عطا فرمائی۔

AL - MUNTAHA
July - September 2021
کتابیات ختمِ نبوّت
خصوصیات
اہلسنت وجماعت کی تاریخ میں ایک منفرد علمی و تحقیقی اور تاریخی کام
ختم نبوت و ردِّ قادیانیت پر علماء و محققین اہلسنت کی تحریر کردہ 500 کتب ورسائل کا اجمالی تعارف
ختم نبوت و ردِّ قادیانیت پر کام کرنے والے مجاہدین کیلئے نایاب تحفہ
خوبصورت پرنٹنگ
دیدہ زیب ٹائٹل
عمدہ ورق
576 صفحات پر عقیدہ ختم نبوت و ردِّ قادیانیت پر ایک عظیم ذخیرہ
کتاب حاصل کرنے کیلئے رابطہ نمبرز
0322-9455312 , 0321-4146464
0323-8836776 , 042-37124354
المنتہیٰ
محمد بدر عالم جان
محمد قاسم علی
اھداف و مقاصد
عقیدۂ ختم نبوت و ردِّ قادیانیت پر تحقیقی و فکری میگزین المنتہیٰ کا ممبر بنیئے!
منکرین ختم نبوت کے دلائل کا علمی و تحقیقی جواب
قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
اکابرین اہلسنت کی خدمات کو اجاگر کرنا
غلام دستگیر فاروقی
مرکزی آفس
آستانہ عالیہ چشتیہ خیریہ جلالپور درس
چک امرو روڈ شکرگڑھ
ناشر
ادارہ المنتہیٰ
0306-4373145
0342-5428102
0303-5238504
زونل آفس
دارالعلوم جامعہ رحمت
صادق چوک ٹاؤن شپ لاہور
چوہدری رحمت علی ٹرسٹ